More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

باب سوم الف — موضوعاتی مطالعہ : ایمانیات

الف (ا) عقیدۂ توحید (صفات باری تعالیٰ کا تعارف، توحید کے تقاضے)

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 توحید کے لفظی معنی ہیں:
(الف) ایک ماننا (ب) یقین کرنا (ج) نظم وضبط رکھنا (د) ہدایت ورہبری کرنا

02 ایک مسلمان کو پہلے:
(الف) عقیدہ درست کرنا چاہیے (ب) نماز پڑھنا چاہیے (ج) با اخلاق ہونا چاہیے (د) حج کرنا چاہیے

03 انسان کی فلاح ونجات کا مدار ہے:
(الف) صبر وشکر پر (ب) اخلاق وتقویٰ پر (ج) ایمان وعمل صالح پر (د) تحمل وبردباری پر

04 اسلام کے بنیادی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ ہے:
(الف) عقیدۂ توحید (ب) عقیدۂ رسالت (ج) عقیدۂ آخرت (د) ان میں سے کوئی نہیں

05 عقیدہ کا لفظ "عقد" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں:
(الف) یقین کرنا (ب) گرہ لگانا (ج) عبادت کرنا (د) خود کو سپرد کرنا

06 قرآن مجید کی اس سورۃ میں توحید مطلق کو نہایت ہی جامع انداز بیان کیا گیا ہے:
(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ الناس (ج) سورۃ اخلاص (د) سورۃ الرحمان

07 کلمۂ طیبہ کا پہلا جزاس عقیدہ کی عکاسی کرتا ہے:
(الف) عقیدۂ توحید (ب) عقیدۂ رسالت (ج) عقیدۂ آخرت (د) ان میں سے کوئی نہیں

08 اللہ تعالیٰ نے اس کو دین کی بنیاد قرار دیا ہے:
(الف) توحید (ب) قرآن مجید (ج) رسالت (د) آخرت

09 حضرت ــــــ سے لے کر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے، سب نے لوگوں کو دعوت دی:
(الف) توحید کی (ب) قرآن مجید کی (ج) رسالت کی (د) آخرت کی

10 انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا نقطۂ آغاز تھا:
(الف) قرآن مجید (ب) توحید (ج) آخرت (د) اخلاقیات

11 اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی کا مدار رکھا ہے، ایمان اور:
(الف) عقیدۂ آخرت پر (ب) عقیدۂ رسالت پر (ج) عمل صالح پر (د) اخلاق پر

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

12 اللہ تعالیٰ کے اسم حسنہ "الحی" کے معنی ہیں:

(الف) قدرت والا (ب) پیدا کرنے والا (ج) سب کچھ جاننے والا (د) ہمیشہ زندہ رہنے والا/غیر فانی

13 القدیر و القادر اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار کرتے ہیں:

(الف) قدرت والا (ب) پیدا کرنے والا (ج) سب کچھ جاننے والا (د) ہمیشہ زندہ رہنے والا/غیر فانی

14 اللہ تعالیٰ کے اسم حسنیٰ "الخالق" کے معنی ہیں:

(الف) قدرت والا (ب) پیدا کرنے والا (ج) سب کچھ جاننے والا (د) ہمیشہ زندہ رہنے والا/غیر فانی

15 اللہ تعالیٰ کے نام "العلیم" کا مطلب ہے:

(الف) قدرت والا (ب) پیدا کرنے والا (ج) سب کچھ جاننے والا (د) ہمیشہ زندہ رہنے والا/غیر فانی

16 السمیع اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار کرتا ہے:

(الف) سب کچھ جاننے والا (ب) سب کچھ دیکھنے والا (ج) سب کچھ سننے والا (د) پیدا کرنے والا

17 البصیر کے معنی ہیں:

(الف) سب کچھ جاننے والا (ب) سب کچھ دیکھنے والا (ج) سب کچھ سننے والا (د) پیدا کرنے والا

18 تمام اعمال و حرکات جو عبادت کے زمرے میں آتے ہوں، ان کو مخصوص کرنا چاہیے:

(الف) اللہ تعالیٰ کے لئے (ب) حضرت محمد ﷺ کے لئے

(ج) بزرگوں کے لئے (د) فرشتوں کے لئے

19 نذریں اور منتیں مانی جائیں گی:

(الف) صرف حضرت محمد ﷺ کے لئے (ب) صرف بزرگوں کے لئے

(ج) صرف اللہ تعالیٰ کے لئے (د) صرف صحابہ کرام ؓ کے لئے

20 دعائیں اور مناجات صرف کی جائیں گی:

(الف) حضرت محمد ﷺ سے (ب) صحابہ کرام ؓ سے (ج) بزرگوں سے (د) اللہ تعالیٰ سے

21 غیبی امداد کے لئے صرف پکارا جائے گا:

(الف) حضرت محمد ﷺ کو (ب) صحابہ کرام ؓ کو (ج) بزرگوں کو (د) اللہ تعالیٰ کو

22 حقیقی شارع اور قانون ساز ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ (ب) حضرت محمد ﷺ (ج) صحابہ کرام ؓ (د) ہمارے بزرگ و اسلاف

جوابات

1.	(الف)	5.	(ب)	9.	(الف)	13.	(الف)	17.	(ب)	21.	(د)
2.	(الف)	6.	(ج)	10.	(ب)	14.	(ب)	18.	(الف)	22.	(الف)
3.	(ج)	7.	(الف)	11.	(ج)	15.	(ج)	19.	(ج)		
4.	(الف)	8.	(الف)	12.	(د)	16.	(ج)	20.	(د)		

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 عقیدہ توحید کی وضاحت کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید: عقیدۂ توحید (ایمان اللہ) اسلام کے بنیادی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ ہے۔ ''عقیدہ'' کا لفظ ''عقد'' سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی ہے مضبوط گرہ لگانا۔ عقیدہ سے مراد وہ خیالات و افکار ہیں جن پر انسان پختہ یقین رکھتا ہو، جو انسان کے کردار اور رویوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ''توحید'' کے لغوی ہیں ایک جاننا اور ایک ماننا ہے۔

دین کی اصطلاح میں عقیدۂ توحید کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک و مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، جس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا اور نہ کبھی اس پر فنائیت آئے گی۔ معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، اس نے اس کائنات کی ہر چیز کو پورے تناسب اور اس کے نظام کو پورے نظم و ضبط کے ساتھ بنایا ہے۔ جس کا علم پوری کائنات کے ذرے ذرے پر محیط ہے، جو پوری کائنات کو دیکھتا ہے اور سب کی سنتا ہے اور سب کو رزق پہنچاتا ہے اور انہیں ہدایات دیتا ہے۔ جس کی نظیر اور مثال کوئی نہیں۔ وہی مخلوق کے نفع و نقصان کا مالک ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں، وہی ہے موت کے بعد دوبارہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی دینے والا، وہ ذات صرف ایک ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس عقیدہ کو دل کے پختہ یقین کے ساتھ ماننا اور بوقتِ ضرورت اس کا زبان سے اظہار و اقرار کرنا عقیدۂ توحید کہلاتا ہے۔

توحید کی اہمیت: قرآن مجید میں جابجا توحید کی تعلیم دی گئی ہے خصوصاً سورۂ اخلاص میں ''توحیدِ مطلق'' کو نہایت ہی جامع انداز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

(سورۃ الاخلاص، آیت: ۱تا۴)

ترجمہ: کہو کہ وہ معبود برحق اللہ ہے۔ (۱) وہ ایک ہے۔ (۲) اللہ بے نیاز ہے۔ (۳) وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ (۴) اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

کلمہ طیبہ کا پہلا جزء لا الٰہ الا اللہ ہے، جو اسی عقیدہ کی عکاسی کرتا ہے۔ توحید کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بنیاد اور اس کا پہلا رکن قرار دیا ہے۔ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ

قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

ترجمہ: لا الٰہ الا اللہ کہہ دو۔ کامیاب ہو جاؤ گے۔

یہ تمام عبادات کا نچوڑ ہے جس کے بغیر نیکی قبول ہی نہیں کی جاتی، نیک اعمال چاہے پہاڑوں کے برابر ہوں عقیدۂ توحید کے بغیر بالکل غارت ہو جائیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تک جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ہیں، سب نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور عقیدۂ توحید ہی تمام نبیوں کی عملی زندگی میں بنیادی اصول، رکن اور ستون کا درجہ رکھتا ہے۔ توحید ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا نقطہ آغاز تھا، ہر نبی اور رسول نے ایک ہی کلمہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ اور آخری نبی حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی اسی وحدہ لاشریک لہ کی طرف ہی بلایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی کا مدار ایمان اور عمل صالح پر رکھا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (سورۃ فاطر، آیت: ۷)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

صفاتِ باری تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالیہ بہت ساری صفاتِ کمالیہ اور اوصافِ حمیدہ سے موصوف ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کی مانند ہیں وہ اس کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۰)

ترجمہ: اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو انہی ناموں سے پکارا کرو۔

ان میں سے کچھ یہ ہیں:

① اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ "وہی اول ہے اور وہی آخر ہے۔" (سورۃ الحدید آیت: ۳) اس کا مطلب ہے کہ پہلے کچھ نہیں تھا اور وہ موجود تھا اور کچھ آخر میں نہیں ہوگا مگر وہ موجود ہوگا وہ ہمیشہ سے ہے اور تا ابد رہے گا' کسی نے اسے پیدا نہیں کیا ہے۔

② **الحی (ہمیشہ زندہ غیر فانی):** یہ وہ صفت ہے جس سے اس کا وجود بقاء' دوام ازلیت اور بے زوالی ظاہر ہوتی ہے۔

③ **القدیر و القادر۔ قدرت والا:** یہ وہ صفت ہے جس سے اس کی قدرت کی وسعت کا اظہار ہوتا ہے۔

④ **الخالق۔ پیدا کرنے والا:** وہ خالق ہے یعنی اس نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور عدم سے وجود میں لایا ہے۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ "اللہ ہر چیز کا خالق ہے"۔ (سورۃ الزمر آیت: ۶۲)

⑤ **العلیم۔ سب کچھ جاننے والا:** وہ علیم ہے یعنی وہ ہر بات' ہر کام اور ہر حرکت کو جانتا ہے۔ کوئی کام دن کی روشنی میں ہوا ہو یا رات کے اندھیرے میں' مجمع میں ہوا ہو یا تنہائی میں' صحرا میں ہوا ہو یا سمندر کی تہہ میں' کوئی چیز اس کے علم سے چھپی ہوئی نہیں۔ کوئی کام ماضی میں ہوا ہو یا حال میں' یا مستقبل میں ہوگا' وہ سب کچھ جانتا ہے' کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ "بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔" (سورۃ التوبہ: ۱۱۵)

⑥ **السمیع۔ سب کچھ سننے والا:** وہ سمیع ہے۔ یعنی وہ سب کو سنتا ہے' چاہے کوئی زبان سے پکارے یا دل میں' تنہائی میں پکارے یا مجمع میں' عربی زبان میں پکارے یا کسی اور زبان میں' وہ سب کی سنتا ہے اور ہر وقت سنتا ہے۔ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ترجمہ: بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۱)

⑦ **البصیر۔ سب کچھ دیکھنے والا:** وہ بصیر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اور کوئی کام اس سے اوجھل نہیں چاہیے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ' سمندر کی گہرائی میں ہو یا زمین کی تہوں میں سب کو دیکھتا ہے۔ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ "ترجمہ: اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔" (سورۃ شوریٰ آیت: ۱۱)

⑧ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (البروج: ۱۶) ترجمہ: جو چاہتا ہے سو کر ڈالتا ہے۔ سارے کام اس کی مشیت سے ہو رہے ہیں۔

سوال 2 توحید کے تقاضے پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

جواب: توحید کے تقاضے: توحید صرف آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضمانت نہیں بلکہ دنیا کی فلاح و سعادت کا باعث بھی ہے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات بتاتے ہیں کہ عقیدۂ توحید کے کچھ اہم اور بنیادی تقاضے ہیں' جن پر یقین رکھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے' ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے۔ کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ جیسی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس جیسی کوئی چیز نہیں" (سورۃ شوریٰ آیت: ۱۱) اس لیے اللہ تعالیٰ کو بے مثال ذات ماننا چاہیے۔
- صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی رضا جوئی کی انسان کو فکر کرنی چاہیے۔
- تمام اعمال و حرکات جو عبادت کے زمرے میں آتے ہوں' ان کو اللہ ہی کے لیے مخصوص کرنا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ (سورۃ الاسراء، آیت: ۲۳)

ترجمہ: اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سجدہ اسی کو کیا جائے گا' نذریں اور منتیں اس کے لیے مانی جائیں گی' دعائیں ومناجات اسی سے کی جائیں گی' پناہ اسی سے مانگی جائے گی' غیبی امداد کے لیے صرف اسی کو پکارا جائے گا۔

- تمام جذبات واحساسات بھی اللہ ہی کے لیے مخصوص کیے جائیں جن میں عبادت کی روح پائی جاتی ہو؛ جیسے حمد وشکر' امید' توکل' خوف وتقویٰ اور حقیقی محبت وعقیدت وخشیت' خشوع وخضوع وغیرہ۔
- اس پوری کائنات کا حقیقی مقتدر اعلیٰ صرف اللہ کو ماننا چاہیے۔ حکم دینے اور منع کرنے کا حق صرف اسی کو ہے۔ حقیقی شارع اور قانون ساز بھی صرف وہی ہے۔ مخلوق کی زندگی کا قانون متعین کرنے' اسے معاف کرنے یا سزا دینے کا حق صرف اسی کو ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت اور امر ونواہی کے مطابق اس دنیا کی زندگی بسر کی جائے۔
- اللہ تعالیٰ پر اس کی ساری صفات کے ساتھ ایمان لانا۔

توحید کے یہ بنیادی تقاضے اتنی اہمیت رکھتے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار اللہ پر ایمان رکھنے کے دعوے کو بے معنی کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری باتیں عقیدہ توحید کے اصل مفہوم میں شامل ہیں' اور کوئی شخص اس وقت تک صحیح معنوں میں مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اس عقیدہ پر پورے مفہوم کے ساتھ ایمان نہ لائے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 ایمان کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: ایمان عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا مادہ 'ا۔م۔ن' (امن) سے مشتق ہے۔ لغت کی رو سے کسی خوف سے محفوظ ہو جانے، دل کے مطمئن ہو جانے اور انسان کے خیر وعافیت سے ہمکنار ہونے کو امن کہتے ہیں۔ کسی پر ایمان لانے سے مراد اس کی تصدیق کرنا اور اس پر یقین رکھنا ہے۔ گویا لفظ ایمان اپنے اصل معنی اور مفہوم کے اعتبار سے امن، امانت اور بھروسے پر دلالت کرتا ہے۔

ایمان شریعت اسلامی کی ایک اہم اصطلاح ہے۔ اس کے لغوی معنی تصدیق کرنے (سچا ماننا) کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں ایمان سے مراد سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے جو ضروریات دین سے ہیں۔ علماء کرام کے نزدیک ایمان کی تعریف یہ ہے:

''الإقرار بالقلب والنطق باللسان والعمل بالجوارح'' (دل سے اقرار (تصدیق)، زبان کا قول (اقرار)، اور اعضاء وجوارح کے ساتھ عمل)۔

سوال 2 عبادت کسے کہتے ہیں؟

جواب: عبادت عربی زبان کے لفظ ''عبد'' سے مشتق ہے اور اس کا معنی آخری درجے کی عاجزی وانکسار ہے۔ عبادت، صرف ایسے فعل کا نام ہے جو کسی کی نسبت معبود ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کے لیے تعظیم، عاجزی اور فروتنی کے اظہار کی خاطر صادر ہو۔ عبادت عاجزی وتعظیم کی آخری حد کا نام ہے آخری حد کی تعظیم کا اظہار صرف اُسی ہستی کے لئے روا ہے جو معبود برحق ہے۔ عبادت کے معنی بندگی اور اطاعت کے ہیں، عبادت صرف کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا نام نہیں بلکہ ہر وہ کار خیر اور مباح عمل بھی عبادت میں داخل ہے جو خالص اللہ کے لئے کیا جائے اور شریعت کے مطابق کیا جائے، پس سنت پر عمل کرنا بھی عبادت ہے، اور ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا، والدین کی خدمت کرنا اور تجارت وغیرہ کرنا یہ سب کام عبادت بن سکتے ہیں بشرطیکہ سنت وشریعت کے مطابق انجام دئے جائیں۔

سوال 3 عقیدۂ توحید کے اثرات پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: **عقیدۂ توحید کے زندگی پر اثرات:** جب عقیدۂ توحید دل ودماغ میں راسخ ہو جاتا ہے تو اس کی شخصیت میں کچھ اثرات/ثمرات نمایاں ہوتے ہیں۔ اسلامی عقائد کا اثر انسان کی عملی زندگی پر بھی پڑتا ہے' انسانی سیرت وکردار اور اعمال واخلاق کو سنوارتے ہیں۔ عقیدۂ توحید کا نمایاں اثرات جو انسانی زندگی پر پڑتے ہیں وہ یہ ہیں:

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

- ذات باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان سے بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت وتعظیم پیدا ہوتی ہے' جس کے نتیجے میں وہ اوامر الٰہی پر کاربند رہتا ہے اور نواہی سے احتراز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند رہنا اور منہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لیے دنیا و آخرت میں کمال سعادت ہے۔
- انسان کو حریت و آزادی کا بلند ترین مقام عطا کرتا ہے۔
- انسان کے اندر پرہیزگاری' خودداری' عزت نفس کے اوصاف پیدا کرتا ہے۔
- انسان میں عجز و انکساری پیدا کرتا ہے۔
- وسعت نظری کی وجہ سے تمام مخلوق کو محبت اور پیار سے دیکھتا ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔
- انسان میں استقامت و بہادری' قناعت' بے نیازی' عزم و حوصلہ' صبر و توکل کی طاقت عطا کرتا ہے' جس کی وجہ سے وہ دنیا کی مصیبتوں کا جوان مردی سے مقابلہ کرتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا یقین ہونے کی وجہ سے وہ کبھی بھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتا' بلکہ وہ نڈر ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد بالسیف کرتا ہے اور موت سے نہیں ڈرتا ہے۔
- انسان میں بنی نوع انسان کی وحدت اور مساوات کا تصور پیدا کرتا ہے۔

سوال 4 اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی و ابدی ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ "وہی اول ہے اور وہی آخر ہے۔" (سورۃ الحدید آیت: ۳) اس کا مطلب ہے کہ پہلے کچھ نہیں تھا اور وہ موجود تھا اور کچھ آخر میں نہیں ہوگا مگر وہ موجود ہوگا وہ ہمیشہ سے ہے اور تا ابد رہے گا' کسی نے اسے پیدا نہیں کیا ہے۔

اللہ واجب الوجود ہے۔ یعنی جو خود بخود دہر وقت ہر جگہ موجود ہے' ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' نہ اس کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا اور اُس کا عدم یعنی کسی وقت کسی جگہ نہ ہونا محال ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی چیز واجب الوجوب نہیں۔ قدم یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' جو ہمیشہ سے ہو اس کو ازلی کہتے ہیں اور جو ہمیشہ رہے اس کو ابدی کہتے ہیں' پس اللہ تعالیٰ ازلی بھی ہے اور ابدی بھی اور قدیم ہونے کے یہی معنی ہیں۔ حیوٰۃ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا' وہ حی و قیوم ہے۔

سوال 5 توحید کا کیا مطلب ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید (ایمان باللہ) اسلام کے بنیادی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ ہے۔ "عقیدہ" کا لفظ "عقد" سے ماخوذ ہے' جس کے لفظی معنی ہے مضبوط گرہ لگانا۔ عقیدہ سے مراد وہ خیالات و افکار ہیں جن پر انسان پختہ یقین رکھتا ہو' جو انسان کے کردار اور رویوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ "توحید" کے لغوی ہیں ایک جاننا اور ایک ماننا ہے۔

دین کی اصطلاح میں عقیدۂ توحید کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک و مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا' جس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا اور نہ کبھی اس پر فنا آئے گی۔ معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے' اس نے اس کائنات کی ہر چیز کو پورے تناسب اور اس کے نظام کو پورے نظم و ضبط کے ساتھ بنایا ہے۔ جس کا علم پوری کائنات کے ذرے ذرے پر محیط ہے' جو پوری کائنات کو دیکھتا ہے اور سب کی سنتا ہے اور سب کو رزق پہنچاتا ہے اور انہیں ہدایات دیتا ہے۔ جس کی نظیر اور مثال کوئی نہیں۔ وہی مخلوق کے نفع و نقصان کا مالک ہے' اس کے علاوہ کوئی نہیں' وہ ہی ہے موت کے بعد دوبارہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی دینے والا' وہ ذات صرف ایک ہے' اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس عقیدہ کو دل کے پختہ یقین کے ساتھ ماننا اور بوقت ضرورت اس کا زبان سے اظہار و اقرار کرنا عقیدۂ توحید کہلاتا ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 90 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجیے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

الف (۲) عقیدۂ رسالت

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو:
(الف) کوئی بھی انسان محنت کر کے حاصل کر سکتا ہے (ب) عبادت گذار لوگوں کو ملتا ہے۔
(ج) خدمتِ خلق کرنے والوں کو ملتا ہے۔ (د) اللہ تعالیٰ اپنے خاص منتخب بندوں کو عطا کرتا ہے۔

02 اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت و رہبری کے لئے بھیجا ہے:
(الف) کتاب (ب) نبی (ج) فرشتہ (د) جن

03 اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے پہلے نبی ہیں:
(الف) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام (ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (د) حضرت ابراہیم علیہ السلام

04 اسلام کا دوسرا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے:
(الف) عقیدۂ توحید (ب) عقیدۂ آخرت (ج) عقیدۂ رسالت (د) عبادات

05 لفظ "نبوت" "نبأ" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں:
(الف) گڑگڑانا (ب) خبر (ج) یقین (د) انسان

06 خبر دینے والے کو کہا جاتا ہے:
(الف) فرشتہ (ب) پیامبر (ج) رسول (د) نبی

07 نبی کی جمع ہے:
(الف) نبی (ب) نبیاں (ج) نبیوں (د) انبیاء

08 لغت میں "رسالت" کہتے ہیں:
(الف) پیغام کو (ب) پیغام پہنچانے والے کو (ج) کتاب لانے والے کو (د) نور والے کو

09 رسول کی جمع ہے:
(الف) رسلاء (ب) رُسل (ج) رسولوں (د) رسولیں

10 منصبِ رسالت کے ذریعے انسان کو حاصل ہوتی ہے:
(الف) معرفتِ الٰہی (ب) علمِ آخرت (ج) علمِ دین (د) خود آشنائی

11 الرسول سے مراد ہے:
(الف) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام (ج) حضرت محمد ﷺ (د) حضرت موسیٰ علیہ السلام

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

12 انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کی بندگی و اطاعت (ب) دنیاداری (ج) کھیل تماشا (د) آزمائش

13 اسلامی عقیدے کے مطابق یہ دنیا جگہ ہے:

(الف) دنیاداری کی (ب) کھیل تماشے کی (ج) عمل کی (د) محاسبہ اور پوچھ گچھ کی

14 اسلامی عقیدے کے مطابق آخرت جگہ ہے:

(الف) دنیاداری کی (ب) کھیل تماشے کی (ج) عمل کی (د) محاسبہ اور پوچھ گچھ کی

15 اللہ تعالیٰ نے انسان کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اہتمام فرمایا ہے:

(الف) آسمانی کتب کا (ب) نبوت و رسالت کا (ج) ملائکہ کا (د) بزرگوں و اسلاف کا

16 قرآن کریم کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیادیں ہیں:

(الف) پانچ (ب) چار (ج) تین (د) دو

17 دل کی حقیقی محبت اور طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ہر قدم اور ہر ادا کی پیروی لازمی کرنا کہلاتا ہے:

(الف) اطاعت (ب) اتباع (ج) عبادت (د) بندگی

18 جب اطاعتِ کلی اور محبتِ قلبی جمع ہوں گے تو کہلائے گا:

(الف) اطاعت (ب) اتباع (ج) عبادت (د) بندگی

19 اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ ہوتا ہے:

(الف) شریعت (ب) فرشتے (ج) رسول (د) بزرگ

20 حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ تکمیل پر پہنچا:

(الف) حضرت محمد ﷺ پر آ کر (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آ کر

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آ کر (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آ کر

21 لفظ "ختم" کے لغوی معنی ہیں:

(الف) مہر لگانا (ب) کسی چیز کی انتہا

(ج) کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہونا (د) یہ سب

22 جو حضور کریم ﷺ کے بعد کسی بھی طرح نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ ہوگا:

(الف) منافق (ب) کافر (ج) ملحد (د) گناہ گار

23 پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی آخری ابدی الہامی کتاب ہے:

(الف) توریت (ب) زبور (ج) انجیل (د) قرآن مجید

24 حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ۔۔۔۔۔ ایسے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(الف) 50 (ب) 40 (ج) 30 (د) 25

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

جوابات

1.	(د)	5.	(ب)	9.	(ب)	13.	(ج)	17.	(ب)	21.	(د)
2.	(ب)	6.	(د)	10.	(الف)	14.	(د)	18.	(ب)	22.	(ب)
3.	(الف)	7.	(د)	11.	(ج)	15.	(ب)	19.	(ج)	23.	(د)
4.	(ج)	8.	(ب)	12.	(الف)	16.	(ب)	20.	(الف)	24.	(ج)

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 رسالت اور نبوت کے لغوی اور اصطلاحی معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: عقیدہ رسالت اسلام کا دوسرا اہم بنیادی عقیدہ ہے۔لفظ ''نبوت'' ''نبا'' سے ماخوذ ہے' جس کے لفظی معنی خبر کے ہیں۔اور خبر دینے والے کو ''نبی'' کہا جاتا ہے' اس کی جمع انبیاء ہے۔اور ''رسالت'' لغت میں پیغام پہنچانے کو کہتے ہیں۔اور پیغام پہنچانے والے کو ''رسول'' کہا جاتا ہے' جس کی جمع رُسُل ہے۔

دین کی اصطلاح میں ''نبوت و رسالت'' ایک اعلیٰ روحانی منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے خاص خاص بندوں کو منتخب کر کے فائز فرمایا ہے۔جس کے ذریعے انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ مطلب کہ نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے احکام و ہدایات اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے اور ان کے ذریعے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح و تربیت کرتا ہے۔ جو شخصیت اس منصب پر فائز ہوتی ہے اسے نبی یا رسول کہا جاتا ہے' رسالت ملنے سے پہلے بھی رسول کی حیثیت اپنی قوم میں اعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ معصوم' پاکباز' نرم خو' نیک طینت' سچا اور امانتدار ہوتا ہے اور ''الرسول'' سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل بھیجے ہیں' سب پر ایمان لانا فرض ہے۔

سوال 2 عقیدہ رسالت پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

جواب: **نبوت و رسالت کے لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم:** عقیدہ رسالت اسلام کا دوسرا اہم بنیادی عقیدہ ہے۔لفظ ''نبوت'' ''نبا'' سے ماخوذ ہے' جس کے لفظی معنی خبر کے ہیں۔اور خبر دینے والے کو ''نبی'' کہا جاتا ہے' اس کی جمع انبیاء ہے۔اور ''رسالت'' لغت میں پیغام پہنچانے کو کہتے ہیں۔اور پیغام پہنچانے والے کو ''رسول'' کہا جاتا ہے' جس کی جمع رُسُل ہے۔

دین کی اصطلاح میں ''نبوت و رسالت'' ایک اعلیٰ روحانی منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے خاص خاص بندوں کو منتخب کر کے فائز فرمایا ہے۔جس کے ذریعے انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ مطلب کہ نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے احکام و ہدایات اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے اور ان کے ذریعے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح و تربیت کرتا ہے۔ جو شخصیت اس منصب پر فائز ہوتی ہے اسے نبی یا رسول کہا جاتا ہے' رسالت ملنے سے پہلے بھی رسول کی حیثیت اپنی قوم میں اعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ معصوم' پاکباز' نرم خو' نیک طینت' سچا اور امانتدار ہوتا ہے اور ''الرسول'' سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل بھیجے ہیں' سب پر ایمان لانا فرض ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اسلام کے سلسلہ عقائد میں توحید کے بعد "رسالت" کا درجہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۸۵)

ترجمہ: سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے پیغمبر سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔

ضرورتِ نبوت و رسالت:

۱- اسلام نے انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد "اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت" انبیاء و رسل کے ذریعے بتایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس پر انسان کی دنیا و آخرت کی فلاح و نجات کا دارومدار ہے۔

۲- انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ عملی زندگی کے لیے اس کے سامنے کوئی مثال یا نمونہ ہو جسے دیکھ کر اس کے موافق زندگی گزار سکے اور پیغمبروں کی زندگی لوگوں کے لیے بہترین مثال یا نمونہ عمل ہوتی ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے نبی اور رسول پر کتاب نازل فرماتا ہے۔ صاحب کتاب اس کی تعلیمات اور احکامات اور حکمتیں سکھاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر یقیناً احسان کیا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے پیغمبر بھیجے جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ (آلِ عمران: ۱۶۴)

۴- اسلامی عقیدے کے مطابق یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت محاسبہ اور پوچھ گچھ کی جگہ۔ اب اگر لوگوں کو سرے سے کوئی رہبری فراہم نہ کی جائے تو قیامت کے دن ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جاسکتی۔ کیوں کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی ہدایت ہی نہیں ملی تو ہم عمل کیسے کرتے۔

۵- اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبعی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بندوبست فرمایا ہے اسی طرح روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے نبوت و رسالت کا اہتمام فرمایا۔ رسولوں اور انبیاء کو دنیا میں لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا کہ وہ انسانوں کو ایمان کی طرف بلائیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کا حکم دیں تاکہ لوگوں پر حجت پوری ہو جائے پھر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

سوال 3 اطاعت و اتباعِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: اطاعت و اتباعِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ: اطاعت کا لفظ "طوع" سے بنا ہے جس کے معنی دل کی آمادگی فرمانبرداری کرنا یا حکم کی بجا آوری ہے۔ اطاعت میں مکمل خود سپردگی درکار ہوتی ہے یہ نہیں ہوگا کہ کچھ حکم مانیں اور کچھ نہیں مانیں گویا دلی آمادگی کے ساتھ فرمانبرداری قبول کرلینے کے رویے کا نام اطاعت ہے۔

اتباع: دل کی حقیقت محبت اور طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر قدم اور ہر ادا کی پیروی لازمی کرنا "اتباع" کہلاتا ہے۔ یعنی جب اطاعت کلی اور محبت قلبی جمع ہوں گے تو اتباع کہلائے گا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت یہ ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جو احکام بتائے ہیں یا ہدایات دی ہیں یا عمل فرمایا ہے اس کی اطاعت کی جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

مومن کہلانے کا مستحق: رسول ﷺ کا ارشاد ہے "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے میں اپنے والدین، اپنی اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

اطاعت رسول ﷺ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (سورۃ محمد، آیت: ۳۳)

ترجمہ: اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

اور اطاعت کی یہ شرط ہمارے نبی ﷺ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قرآن حکیم کے مطابق جتنے انبیاء بھی دنیا میں بھیجے گئے ان کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے ان کی پیروی کرائی جائے۔

سورۃ النساء، آیت 64 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کے اس کا حکم مانے اللہ کے فرمانے سے۔

اطاعتِ رسول اللہ ﷺ کی ضرورت: سیدنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کا حکم دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ رسول ہی ہوتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے بندوں سے کلام نہیں کرتا بلکہ اپنے رسول کے واسطے سے ہی کلام کرتا ہے۔ رسول ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور اس کے احکام سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے اس لیے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرنی پڑے گی اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا' چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'جس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔' (سورۃ النساء، آیت: ۸۰)

اطاعتِ رسول اللہ ﷺ کا انعام: سورۃ آل عمران آیت 31 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: آپ ﷺ کہہ دیں کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری اطاعت کرو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ۔

سوال 4 عقیدہ ختم نبوت کی تشریح کریں۔

جواب: **ختم نبوت:** "ختم" کے لغوی معنی ہیں مہر لگانا کسی چیز کی انتہا اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانا۔ ختم نبوت کا مطلب ہے کہ نبوت کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور کے بعد دیگرے کئی انبیاء کرام علیہم السلام آئے یہ سلسلہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ختم ہو گیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کسی بھی طرح نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہے اور اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی آخری ابدی الہامی کتاب ہے' اس کے بعد کوئی دوسری کتاب نازل نہیں ہوگی۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا' دین مکمل ہو گیا اب ختم نبوت ہو گئی۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

(سورۃ المائدہ، آیت: ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ختم نبوت کی ضرورت: جب دین مکمل ہوا اور دین اسلام پر رضائے الٰہی کا واضح اظہار ہوا حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی اور رسول ہونے کا اعلان ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۰)

ترجمہ: محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کردینے والے ہیں۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ترجمہ:

میری امت میں تیس (۳۰) ایسے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ابو داؤد، حدیث: ۴۲۵۲)

ذکر کردہ حدیث سے واضح ہے کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں اور یہ امت آخری امت ہے اب کوئی بھی نبی نہیں آئے گا اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہوگا۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے پر تمام اُمت کا اجماع و اتفاق ہے۔

حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے کی وجہ: حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے کی وجوہات یہ ہیں:

- حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ایک ایسی جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل کی گئی جس کے الفاظ اور احکام ابھی تک محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ رہیں گے۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو دین کامل اور مکمل شریعت دی گئی جس میں ایسی جامع اور اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ اس کو سامنے رکھ کر قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل نکالا جاسکتا ہے۔
- حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں علاقوں قبیلوں کی طرف نبی ہو کر آئے۔ ان کی نبوت وقتی تھی اور اپنی قوموں کے لیے خاص تھی جبکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت پوری انسانیت اور بین الاقوامیت کے لیے عام ہے اور قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لیے ہیں۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام تعلیمات کی صداقت پر یقین رکھیں۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و اتباع کریں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بے پناہ محبت کرتے ہوئے اپنی تمام خواہشات کو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے احکام کے تابع کریں، حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا بے حد ادب و احترام کریں، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و جلال کی وجہ سے ہمیشہ تواضع و انکساری سے رہیں۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی اور خلاف ورزی سے اجتناب کریں، حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی امت (تمام مسلمانوں) کے خیر خواہ رہیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پیغام کو اپنے قول اور عمل سے آگے پھیلائیں۔

سوال 5 دین اسلام میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت کی کیا اہمیت ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: حب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ: اہل ایمان یعنی ایمان والے رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب، آیت 6 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ

ترجمہ: پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔

رسول ﷺ سے محبت کا سبب:

اللہ تعالیٰ کے بعد ہماری محبت کے مستحق اس کے رسول محمد ﷺ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے جن کی محنتوں کے طفیل ہمیں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت و دولت دین میسر آئی۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی راہ میں جس قدر تکالیف مجھے دی گئیں کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں اور وہ سب تکالیف آپ ﷺ نے اس غرض سے برداشت کیں کہ امت آخرت کی تکالیف سے بچ جائے۔

قرآن کریم کی روشنی میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہمارے تعلق کی چار بنیادیں ہیں:

۱۔ ایمان ۲۔ اطاعت 3۔ اتباع ۴۔ محبت۔

حب یا محبت ایک فطری کوشش اور فطری جذبہ کا نام ہے اور اگر یہ محبت مذہب کے رشتے کی بنیاد پر ہو تو "روحانی محبت" یا "ایمان کی محبت" کہلاتی ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی ہماری ہر قسم کی محبت کی حقدار ہے اور ایمان کا تقاضا ہے کیونکہ وہ بحق اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مومنوں کے محسن و مربی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ محبت کا حکم دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ایمان یا اطاعت معتبر ہی نہیں جس کی بنیاد محبتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر نہ ہو۔

پھر اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبت بھی محض ظاہری اور رسمی قسم کی نہ ہو بلکہ ایسی محبت ہو جو تمام محبتوں پر غالب آ جائے جس کے مقابلہ میں عزیز سے عزیز تر رشتے اور محبوب سے محبوب تر تعلقات کی بھی قدر و قیمت نہ رہ جائے جس کے لیے دنیا کی ہر چیز کو چھوڑا جا سکے۔ قرآن مجید میں اسی محبت کا معیار یہ بتایا گیا ہے۔ "نبی کریم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ) مومنوں کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔" (الاحزاب:۶)

اور حدیث شریف میں "حب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو علامت ایمان قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔" (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث:۱۵)

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 نبی یا رسول کسے کہتے ہیں؟

جواب: دین کی اصطلاح میں "نبوت و رسالت" ایک اعلیٰ روحانی منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے خاص خاص بندوں کو منتخب کر کے فائز فرمایا ہے۔ جس کے ذریعے انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ مطلب کہ نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے احکام و ہدایات اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے اور ان کے ذریعے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح و تربیت کرتا ہے۔ جو شخصیت اس منصب پر فائز ہوتی ہے اسے نبی یا رسول کہا جاتا ہے

سوال 2 آخری رسالت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: **رسالت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات:** حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیۡنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر آ کر تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو کمالات علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے تھے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت میں وہ تمام شامل کر دیئے گئے اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت خصوصی فضیلت کی حامل ہے ان تمام رسولوں کی شریعتوں کے جملہ فضائل کو اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے۔ جس میں سے چند خصوصیات یہ ہیں:

- عمومیت و عالمگیریت
- پہلی شریعتوں کا نسخ
- کاملیت
- حفاظت کتاب
- سنت نبوی کی حفاظت
- جامعیت
- ختم نبوت

سوال 3: ختم نبوت کے متعلق قرآن مجید و حدیث ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

جواب: انبیاء کی بعثت: اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے جن کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا لیکن رسول اللہ ﷺ سے قبل انبیاء کرام علیہ السلام مختلف علاقوں، قبیلوں یا خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے اور اس طرح مختلف معاشرے تشکیل پاتے رہے۔

ختم نبوت: سورۃ الاحزاب، آیت 40 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

ترجمہ: محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔

دین کی تکمیل: اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لیے ایک ابدی صحیفہ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ پر نازل فرما کر دین کی تکمیل کر دی۔ اب نہ کسی اور ہدایت کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی نبی یا رسول کی۔

سورۃ المائدہ، آیت 3 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ترجمہ: میری امت میں تیس (۳۰) ایسے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ابوداؤد حدیث: ۴۲۵۲) ذکر کردہ حدیث سے واضح ہے کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں اور یہ امت آخری امت ہے اب کوئی بھی نبی نہیں آئے گا اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہوگا۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے پر تمام اُمت کا اجماع و اتفاق ہے۔

سوال 4: ایمان کامل کی پہچان کیا ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب (یعنی پیارا) نہ ہو جاؤں۔

(صحیح بخاری، حدیث: ۱۵)

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کا ایمان کامل نہیں یہاں تک کہ نبیٔ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے نزدیک اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب نہ ہوں تو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں وہ ناقص ایمان والا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمّتی پر نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حق اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ ہے، اس لئے کہ نبیٔ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں دوزخ سے بچایا اور گمراہی سے ہدایت بخشی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے محبّت کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﰳقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۔ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ10، التوبة:24)

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 96 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

جوابات

1.	(الف)	3.	(ب)	5.	(الف)	7.	(ب)	9.	(الف)	11.	(د)
2.	(ج)	4.	(د)	6.	(ج)	8.	(د)	10.	(ج)		

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 ''عبادت'' پر تفصیلی مضمون تحریر کریں۔

جواب: عبادت کے معنی ومفہوم: عبادت عربی زبان کا لفظ ہے جو ''عبد'' سے مشتق ہے' عبادت کے لفظی معنی بندگی' عاجزی وانکساری اور اطاعت وفرمانبرداری کے ہیں۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ''عبادت'' ہے۔ یہ عبادت ہر اس عمل پر محیط ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور جس کے کرنے سے منع فرمایا ہے چونکہ بندہ کا کام مالک کی اطاعت کرنا ہے خاص طور پر اگر وہ مالک الملکین ہے تو اس کے احکام کو اپنے لیے باعث خوشی اور باعث مسرت واطمینان سمجھنا ہی ایک بندہ کی معراج ہے۔

عبادت کی اہمیت وافادیت: اسلام میں ایمان یا عقیدہ کی درستی کے بعد سب سے پہلے عبادات پر زور دیا گیا ہے۔ اور عبادات اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہ راست رابطہ اور تعلق' قرب الٰہی کی عملی صورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔'' (الذاریات:۵۶)

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔'' (البقرۃ:۲۱)

اس آیت سے عبادت کا مقصد ''تقویٰ'' ہے جو کہ دل کی پاکیزگی' روح کی صفائی اور عمل کے اخلاص کے بعد کی منزل ہے' یا انسان کی وہ قلبی کیفیت ہے جس سے نیک اعمال کا شوق اور برائیوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ (سورۃ الانعام، آیت: ۱۶۲)

ترجمہ: یہ بھی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

ہر روز ہر نماز میں مسلمان بار بار صراط مستقیم (سیدھا راستہ) کے لیے دعا کرتا ہے۔ مذکورہ آیت میں صراط مستقیم کا مختصر جامع خاکہ پیش کر دیا گیا ہے جو کہ اسلامی زندگی کی روح ہے۔ اسلامی معاشرہ کی جان ہے۔ آیت میں بتایا گیا کہ مسلمان کا ہر سانس ہر قدم اور ہر کام اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے کسی غیر اللہ یا اپنی خواہش نفس کے لیے نہیں۔ اور یہی مسلمان کی زندگی کا مقصد ہے۔

عبادت کے تقاضے: ہمیں اللہ تعالیٰ کے تمام احکام ماننے چاہئیں۔ ان پر عمل کرنا چاہیے' جس کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے اسے ترک کرنا چاہیے اور جن چیزوں کو واجب اور فرض قرار دیا ہے ان کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کی جائے۔ زندگی کے ہر شعبے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرے میں لانا' یعنی کلی اطاعت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ (البقرۃ:۲۰۸)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

انسان کی عملی زندگی پر عبادت کے اثرات: اسلام کا نظامِ عبادات انسان میں دوسرے انسانوں کے لیے محبت و ہمدردی کے جذبات پیدا کرتا ہے، اس لیے ایک مسلم دوسرے لوگوں کے ساتھ محبت و الفت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور انہیں دکھ سکھ میں کام آتا ہے۔ اسی طرح یہ عبادات صبر و تحمل کا سبق بھی دیتی ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اجتماعی مفاد کے لئے اپنے مفاد کو قربان کرنے کا جذبہ بھی بیدار کرتی ہیں۔

- عبادات انسان کو سماجی کے ساتھ مل جل کر رہنے کا سبق دیتی ہیں، اس لیے انسان دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا سیکھ جاتا ہے اور معاشرہ پسند بن جاتا ہے۔
- عبادت کی پابندی سستی، کاہلی اور وقت کے ضائع کرنے جیسی بری خصلتوں کو ختم کر دیتی ہے۔
- نماز کی پابندی سے انسان کے اندر اوقات کی پابندی، ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی، قائد کی اطاعت اور اجتماعیت کی صفات پیدا ہوتی ہیں اور وہ برائیوں اور بے حیائی سے رک جاتا ہے۔
- روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے یعنی خوفِ خدا آدمی کو نیکی اور برائی کی تمیز کراتا ہے۔
- زکوٰۃ کے ذریعے انسان کے اندر سے مال کی محبت کم ہوتی ہے اور وہ اپنے جیسے دیگر انسانوں کی مالی مدد کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔
- حج عالمی طور پر اجتماعیت کا درس دیتا ہے۔
- لوگوں کے کام آنا، صلہ رحمی کرنا اور اپنے ماتحتوں کی کفالت کرنے والے اعمال سے آپس میں میل جول اور تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ عبادت کے یہ تمام ثمرات مومن کو اس کی نیت اور اخلاص کی بنیاد پر حاصل ہوں گے چنانچہ عبادت میں نیت کی درستگی اور اخلاص اس کے قبولیت کی کلید ہے پھر ہر نیکی مومن کے لئے عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس پر قائم رہنے کے لیے بھی تاکید کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ: تو اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ (مریم:۶۵)
- یہی وہ عبادات ہیں جو انسان کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھلائیوں اور نیکیوں کی ترویج کا ذریعہ بنتی ہیں اور مومن کے لیے دنیوی و آخروی سعادتوں کا سبب بنتی ہیں۔

سوال 2 عبادت کے عام زندگی پر اثرات تحریر کریں۔

جواب: جواب کے لئے "درسی کتاب کی مشق" میں (الف) کا سوال نمبر 1 میں "انسان کی عملی زندگی پر عبادات کے اثرات" ملاحظہ کیجئے۔

سوال 3 عبادت کی اہمیت و افادیت تحریر کریں۔

جواب: جواب کے لئے "درسی کتاب کی مشق" میں (الف) کا سوال نمبر 1 میں "عبادت کی اہمیت و افادیت" ملاحظہ کیجئے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 عبادت کے لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں؟

جواب: عبادت عربی زبان کا لفظ ہے جو "عبد" سے مشتق ہے، عبادت کے لفظی معنی بندگی، عاجزی و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے کا نام "عبادت" ہے۔ یہ عبادت ہر اس عمل پر محیط ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور جس کے کرنے سے منع فرمایا ہے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سوال 2 عبادت کے چند تقاضے تحریر کریں۔

جواب: جواب کے لئے صفحہ 106 پر "درسی کتاب کی مشق کا حل" میں سوال نمبر 1 ملاحظہ کیجئے۔

سوال 3 قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ (سورۃ الانعام: ۱۶۲)

ترجمہ: یہ بھی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 105 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ب (۲) عبادات : جہاد (تعارف، اہمیت اور اقسام)

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 جہاد کی اقسام ہیں:
(الف) ۳ (ب) ۴ (ج) ۵ (د) ۶

02 جہاد بالسیف کا مطلب ہے جہاد کرنا:
(الف) دل سے (ب) زبان سے (ج) اسلحہ سے (د) قلم سے

03 بعض روایات میں نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو کہا گیا ہے:
(الف) جہادِ اصغر (ب) جہادِ اکبر (ج) جہادِ اوسط (د) جہادِ اعظم

04 جہاد عربی زبان کے لفظ "جہد" سے ماخوذ ہے۔ اس لے لغوی معنی ہیں:
(الف) محنت وجد و جہد (ب) انتہائی کوشش (ج) جستجو کرنا (د) یہ سب

05 دنیا میں ہر قسم کے بگاڑ، ظلم، بدعملیاں، فتنہ وفساد کو ختم کر کے امن وسلامتی کی فضا پیدا کرنا اور انسانی حقوق کا تحفظ صرف اور صرف ممکن ہے:
(الف) جہاد کے ذریعے (ب) عبادات کے ذریعے (ج) تزکیۂ نفس کے ذریعے (د) زکوٰۃ کے ذریعے

06 انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت سے جو اندرونی قوت روکتی ہے وہ ہے اُس کا:
(الف) نفسِ لوامہ (ب) نفسِ مطمئنہ (ج) نفسِ کاملہ (د) نفسِ امارہ

07 نفس امارہ پر قابو پانا اس کے زمرے میں آتا ہے:
(الف) عبادت (ب) حج (ج) جہاد (د) سنت

08 نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو جو اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے، اُسے قرار دیا:
(الف) شہید (ب) غازی (ج) مجاہد (د) مومن

09 اسلامی معاشرہ ان اصولوں پر قائم ہے:
(الف) عبادات (ب) جہاد (ج) خیرات (د) باہمی خیر وفلاح

10 انفرادی برائیاں بڑھ کر اجتماعی شرکی صورت اختیار کر لیتی ہیں، ان برائیوں کو اسلام نام دیتا ہے:
(الف) شر و ر (ب) منکرات (ج) فساد (د) فتنے

11 حق بات پر قائم رہنا، حق بات کہنا، دوسروں کو حق پر قائم رہنے پر آمادہ کرنا اور حق کی سربلندی کے لئے کوشاں رہنا، اسلام میں اس عمل کو کہا جاتا ہے:
(الف) افضل الجہاد (ب) جہادِ اکبر (ج) جہادِ اصغر (د) جہادِ اعظم

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

12 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے:
(الف) جہادِ اصغر (ب) جہادِ اکبر (ج) افضل جہاد (د) جہادِ اعظم

13 قرآن مجید کی یہ آیت جہاد (قتال) کی فرضیت کے حوالے سے پہلی اور ابتدائی آیت ہے:
(الف) سورۃ التوبہ۔ آیت 41 (ب) سورۃ البقرۃ۔ آیت 190
(ج) سورۃ البقرۃ۔ آیت 217 (د) سورۃ الحج۔ آیت 39

14 مسلح جہاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ:
(الف) وہ صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے ہو (ب) جہاد کا اعلان ریاست کی طرف سے ہو
(ج) مناسب فوجی قوت میسر ہو (د) سامنے والا فریق غیر مسلم ہو

جوابات

1.	(الف)	3.	(ب)	5.	(الف)	7.	(ج)	9.	(د)	11.	(الف)	13.	(د)
2.	(ج)	4.	(د)	6.	(د)	8.	(ج)	10.	(ب)	12.	(ج)	14.	(الف)

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 جہاد کی فضیلت و اہمیت بیان کریں۔

جواب: جہاد کی فضیلت و اہمیت: جہاد کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پانچ سو سے زائد آیات نازل فرمائیں۔ اسلام میں جہاد کو بہت زیادہ اہمیت و فضیلت دی ہے۔ کیوں کہ دنیا میں بگاڑ، ظلم اور ہر قسم کی بدعملیاں جو معاشرے کے اندر فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہیں ان سب کو ختم کرکے دنیا میں امن و سلامتی کی فضا قائم کرنا اور انسانی حقوق کا تحفظ صرف اور صرف جہاد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(سورۃ التوبہ، آیت: ۴۱)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم علم رکھتے ہو۔

جہاد کی تاکید کے حوالے سے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے:
جو شخص اس حال میں فوت ہو کر اس نے اپنی زندگی میں عملی طور پر نہ جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کی خواہش کی تو اس نے نفاق کے ایک درجے پر وفات پائی۔ (صحیح مسلم: ۱۹۱۰)

جہاد کی فضیلت سے قرآن و حدیث کے صفحات پر کثرت سے بیان ہوئی ہے، یہی وہ حق پرستی کی جنگ ہے، جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار راتیں جاگ کر عبادت کرنے سے بڑھ کر ہے، جس راہ میں غبار آلود ہونے والے قدموں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ان کو جہنم کی آگ کی طرف نہیں گھسیٹا جائے گا۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

جہاد عبادت بھی اور ضرورت بھی ہے اور فرض بھی۔ یہ ایمان کی علامت ہے اور یہی ایمان کی تکمیل کرتا ہے۔ جہاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور رحمت حاصل ہوتی ہے۔ جہاد کی وجہ سے گناہوں کی معافی اور آخرت میں درجات کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اسی کی وجہ سے وہ روحانی ترقیاں لمحوں میں حاصل ہو جاتی ہیں جو بغیر جہاد کے برسوں کی ریاضت سے بھی حاصل نہیں ہوتیں۔ جہاد کی وجہ سے علما، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر کے انبیاء علیہم السلام کی نیابت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے تبلیغ دین اور علوم شریعت کی اشاعت کی راہ ہموار ہو رہی ہوتی ہے۔

جہاد ہی کے ذریعے مستحسن اور شرعی باتوں کا فروغ اور مذموم و ممنوع غیر شرعی باتوں کا زوال ہوتا ہے اور یہی احکام زرعیہ کے قیام کا سبب بنتا ہے۔ جہاد کی وجہ سے ایمان، مال، جان اور عزت کا تحفظ ہوتا ہے۔ جہاد ہی عبادت گاہوں کو تحفظ دیتا ہے اور اسی وجہ سے فساق و فجار منکرات، بدعات اور فواحش سے باز آتے ہیں۔ جہاد کے جذبے کی موجودگی میں کفار مسلمانوں سے ٹکرانے سے گریز کرتے ہیں۔ جہاد کی وجہ سے منافقین کی سازشیں بھی دم توڑ جاتی ہیں۔

جہاد چھوڑنے کی وجہ سے مسلمانوں پر عمومی عذاب آتا ہے، معاشی بدحالی، خوف، بدامنی، مایوسی اور ناامیدی پیدا ہوتی ہے، غلامی کی زندگی اور بزدلی مقدر بن جاتی ہے۔ جہاد چھوڑنے کی وجہ سے مسلمانوں کی جان، مال، عزت دشمن کے رحم و کرم پر ہوتی ہے، زمین میں فتنہ و فساد برپا ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں جہاد ہمارا محافظ، ہمارا دفاع اور ہمارا قلعہ ہے۔

سوال 2 جہاد کی قسمیں بیان کریں۔

جواب: جہاد کی اقسام اور اس کی عملی صورتیں:

۱- **نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد:** انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت سے جو اندرونی قوت روکتی ہے وہ اس کا نفس امارہ ہے جو انسان کو گناہوں، برائیوں اور نافرمانیوں کے لیے ابھارتا ہے جن میں خود پسندی، بغض، غیبت، جھوٹ اور بدکلامی اور دیگر نفسانی خواہشات کا مسلط ہونا جو انسان کے اعمال و کردار کو بگاڑ کر رکھتے ہیں۔ اس نفس امارہ پر قابو پانا جہاد کے زمرے میں آتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کی خواہشات سے خود کو روکے رکھا تو اس کے لیے ہمیشہ والی جگہ جنت ہے۔
(سورۃ النازعات:۴۰)

نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس شخص کو جو اپنے نفس پر قابو پاتا ہے اسے مجاہد قرار دیا ہے۔ فرمایا:
”المجاهد من جاهد نفسه“ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے۔ (سنن ترمذی:۱۶۲۱)
بعض روایات میں نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

۲- **منکرات کو ختم کرنے کے لیے جہاد:** کسی بھی معاشرے میں جب انفرادی برائیاں عام ہو جاتی ہیں تو آگے بڑھ کر اجتماعی شکل کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان تمام برائیوں کو اسلام نے منکرات کا نام دیا ہے۔

چوں کہ اسلامی معاشرہ باہمی خیر و فلاح کے اصولوں پر قائم ہے۔ لہٰذا ہر وہ عمل جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرے اسلام نہ صرف اسے رد کرتا ہے بلکہ مومنوں کو اسے مٹانے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام نے اس امر پر بھی تاکید کی ہے کہ معاشرتی نظم ہر صورت میں پرامن اور منظم رہے جو باہمی رواداری کے رویوں کی ترویج کے ذریعے ہی ممکن ہے اور ان اعمال کی نشاندہی بھی کی ہے جو منکرات کے ضمن میں آتے ہیں۔ ان معاشرتی منکرات میں ظلم و زیادتی، چوری، لوٹ مار، لسانی و قومی امتیازات کی بنیاد پر رویے، جھوٹی گواہی، زیادتی و رشوت ستانی، ملاوٹ و ناپ تول میں کھوٹ، فاسد رسومات، حقدار کی حق تلفی و دیگر منکرات وغیرہ شامل ہیں۔

اسلام میں معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ منکرات سے خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرے۔ یہ کوشش انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی ہے۔ منکرات کو ختم کرنے اور اصلاح معاشرہ کے لیے قرآن مجید نے مختلف اسالیب ذکر کیے ہیں۔ کہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر، کہیں دعوت و ابلاغ اور کہیں تواصی بالحق والصبر کا نام دیا گیا ہے۔ امت کے ہر فرد کو اپنی بساط کے مطابق یہ فریضہ انجام دینا ہے۔ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے:

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ

(صحیح مسلم، حدیث: ۴۹)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص منکر کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دور کرے اگر ہاتھ سے دور نہیں کر سکتا ہے تو زبان سے اگر زبان سے نہیں کر سکتا ہے تو اپنے دل ہی میں اس کو برا سمجھے۔

علماء نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ منکرات کو قوت و طاقت سے مٹانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ زبان و قلم سے علماء و اہل قلم کی ذمہ داری ہے اور امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ برائی کو برا سمجھے اور اس سے اجتناب کرے۔ اسی طرح اسلام نے اس بات کی بھی تاکید کی ہے کہ مومن خود بھی حق پر قائم رہے، حق بات کہے اور دوسروں کو بھی حق پر قائم رہنے پر آمادہ کرے اور حق کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ اسی عمل کو افضل الجہاد کہا گیا ہے۔

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے:

افضل الجهاد كلمة عدلٍ عند سلطانٍ جائرٍ۔ (سنن ابی داؤد: ۴۳۴۴)

ظالم حکمران کے سامنے حق کہنا افضل جہاد ہے۔

3۔ **جہاد بالسیف / مسلح جہاد (قتال):** جہاد بالسیف یعنی تلوار سے جہاد سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی دشمن قوت کسی اسلامی ملک پر حملہ کر دے تو ملک پر اپنی سرحدوں اور شہریوں کے دین، ایمان، جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے قتال فرض ہو جاتا ہے۔

مسلح جہاد کی فرضیت: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جب ریاست مدینہ کی بنیاد ڈالی تو کفار مکہ و دیگر دشمنان اسلام کا غیض و غضب بہت زیادہ بڑھ گیا اور اس نئی ریاست کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے مزید سرگرم ہو گئے اور طرح طرح کے منصوبے بنانے لگے جن کے نتیجے میں اسلامی ریاست کے وجود اور مسلمانوں کے جان، مال و عزت کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے دفاع کے لیے مسلمانوں کو ان کفار سے جہاد مسلح کرنے کی اجازت دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا وہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ (الحج: ۳۹)

سورۃ الحج کی یہ آیت قتال کی فرضیت کے حوالے سے پہلی اور ابتدائی آیت ہے۔ اس وقت چونکہ اسلامی ریاست کا فوجی نظام نہیں تھا اس لیے تمام عاقل و بالغ مرد مومنوں پر قتال یعنی جہاد فرضِ "عین" تھا۔

جہاد کو مسلسل عمل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کی رو سے اس کی درج ذیل اقسام ہیں:

(1) جہاد بالعلم (2) جہاد بالعمل (3) جہاد بالمال (4) جہاد بالنفس

(5) جہاد بالقتال

جہاد بالعلم: یہ وہ جہاد ہے جس کے ذریعے قرآن و سنت پر مبنی احکامات کا علم پھیلایا جاتا ہے تاکہ کفر و جہالت کے اندھیرے ختم ہوں اور دنیا رشد و ہدایت کے نور سے معمور ہو جائے۔

جہاد بالعمل: جہاد بالعمل کا تعلق ہماری زندگی سے ہے۔ اس جہاد میں قول کے بجائے عمل اور گفتار کی بجائے کردار کی قوت سے معاشرے میں انقلاب برپا کرنا مقصود ہے۔ جہاد بالعمل ایک مسلمان کیلئے احکامِ الٰہیہ پر عمل پیرا ہونے اور اپنی زندگی کو ان احکام کے مطابق بسر کرنے کا نام ہے۔

جہاد بالمال: اپنے مال کو دین کی سربلندی کی خاطر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو جہاد بالمال کہتے ہیں۔

جہاد بالنفس: جہاد بالنفس بندۂ مومن کیلئے نفسانی خواہشات سے مسلسل اور صبر آزما جنگ کا نام ہے۔ یہ وہ مسلسل عمل ہے جو انسان کی پوری زندگی کے ایک ایک لمحے پر محیط ہے۔ شیطان براہ راست انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اگر نفس کو مطیع کر لیا جائے اور اس کا تزکیہ ہو جائے تو انسان شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

جہاد بالسیف: یہ جہاد میدانِ جنگ میں کافروں اور دین کے دشمنوں کے خلاف اس وقت صف آراء ہونے کا نام ہے جب دشمن سے آپ کی جان مال یا آپ کے

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ملک کی سرحدیں خطرے میں ہوں۔ اگر کوئی کفر کے خلاف جنگ کرتا ہوا مارا جائے تو قرآن کے فرمان کے مطابق اسے مردہ نہ کہا جائے بلکہ حقیقت میں وہ زندہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵۴)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مردہ ہیں، (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔"

سوال 3 جہاد کی شرائط تحریر کریں۔

جواب: مسلح جہاد کے شرائط: اسلام نے مسلح جہاد کے لیے کچھ شرائط رکھی ہیں ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے جہاد کرنا چاہیے۔

(الف) اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے): مسلح جہاد کی شرط یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہو۔

(ب) اسلامی ریاست کی طرف سے اعلان: مسلح جہاد کی دوسری شرط یہ ہے کہ قتال کا اعلان ریاست کی طرف سے ہو۔ اسلام میں قتال کے اعلان کی مجاز صرف اور صرف ریاست ہے کسی فرد یا جماعت کے اعلان یا فتویٰ (جنگ کے لیے) کی شرعی حیثیت نہیں ہے بلکہ اس قسم کے فتوے یا اعلان فساد فی الارض کے زمرے میں آتے ہیں۔

(ج) مناسب حد تک فوجی طاقت میسر ہو: مخالف قوت سے لڑنے کے لیے حکومت کے پاس موافق طاقت وقوت میسر ہو۔ قرآن مجید نے اسلامی ریاست کو مضبوط رکھنے کے لیے تاکید کی ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: اور جہاں تک ہوسکے (قوت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے۔ ہیبت بیٹھی رہے گی اور تم جو کچھ بھی اللہ کی رہ میں خرچ کرو گے اسکا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں تمہارے پاس سامان جنگ اور ایک مستقل فوج ہر وقت تیار رہنی چاہیے تاکہ بوقت ضرورت فوراً کارروائی کرسکو اور دشمن کا بھرپور مقابلہ کرسکو۔

(د) لڑائی میں جاہلیت والے طریقے استعمال نہ کیے جائیں: لڑائی کے وقت صرف ان سے لڑا جائے جو مقابلے میں ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہیں اور جنگ کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، زخمیوں اور عام شہریوں پر دست درازی نہ کی جائے، دشمنوں کے مقتولوں کا مثلہ نہ کیا جائے، کھیتوں، مکانوں اور مویشیوں کی خواہ مخواہ برباد نہ کیا جائے۔

جہاد اور قتال میں فرق: جہاد کے معنی ہیں کسی مقصد کے حصول کے لیے اپنی انتہائی کوشش صرف کرنا، جہاد محض جنگ کا ہم معنی نہیں ہے۔ جنگ کے لیے قتال کا لفظ استعمال ہوتا ہے جب کہ جہاد اس سے وسیع تر مفہوم رکھتا ہے اس میں ہر قسم کی جدوجہد شامل ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کے لیے اس غرض سے کیا جائے کہ اللہ کا دین اس کی زمین پر قائم ہو۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 جہاد کا معنی و مفہوم کیا ہے؟

جواب: جہاد کا معنی و مفہوم: جہاد عربی زبان کا لفظ ہے جو "جہد" سے ماخوذ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہے: محنت وجدوجہد انتہائی کوشش و جستجو کرنا۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

شرعی اصطلاح: اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ہروہ جدوجہد وکوشش کرنا جو اللہ کے دین کی سربلندی' حفاظت' ملک وملت کے تحفظ ودفاع کے لیے ہو۔ نیز ہروہ کوشش وجدوجہد جو معاشرے کی اصلاح کے خاطر نیکی وبھلائی کی ترویج کے لیے ہو اور برائیوں خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے ہو۔

سوال 3 جہاد کے مقاصد بیان کریں۔

جواب: جہاد بالسیف کی فرضیت کے اسباب:

(الف) کفار کی دشمنی اور ان کے پرخطر عزائم: مکہ مکرمہ میں جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا تو دشمنان اسلام کی طرف سے ان پر ظلم وستم کیا جاتا اور اذیتیں دی جاتی تھیں' جن کا بنیادی سبب "کلمۃ الحق" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔ اس کلمۃ الحق کو کفار اپنے عقیدہ کے برخلاف سمجھتے تھے' کسی بھی صورت میں اس کلمۃ الحق کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھے' چنانچہ مسلمانوں کے لیے مکہ کی زمین تنگ کردی اور مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کردیا۔

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ (الحج:۴۰)

کفار مکہ کی مسلمانوں سے شدت کی مخالفت ودشمنی کا اندازہ اس آیت سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ترجمہ: اور یہ لوگ (کفار) ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔ (البقرۃ:۲۱۷)

(ب) اسلامی ریاست کے وجود کو خطرہ: کفار جس کلمۃ الحق کو مکہ میں برداشت نہیں کر پا رہے تھے' اسی کلمۃ الحق پر مدینہ میں ایک ریاست کی بنیاد ڈالی تو کفار کا یہ اندیشہ بڑھ گیا کہ اسلام کی طاقت ان کے لیے ایک مستقل خطرہ بن جائے گی۔ تو ان کی نیندیں اڑ گئیں۔ اور مخالفانہ کوششیں تیز سے تیز کردیں' اور اس اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لیے جنگ کے منصوبے بنانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دفاع کے لیے یہ احکام جاری فرمائے۔

ترجمہ: اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں' تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (البقرۃ:۱۹۰)

زیادتی نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ قوت کا استعمال وہاں کرو جہاں ناگزیر ہو اور اس حد تک کرو جتنی اس کی ضرورت ہو۔

مقاصد مسلح جہاد: قرآن کریم نے اسلامی سلطنت کے دفاع وتحفظ کے علاوہ اسلحہ کے ساتھ جہاد کرنے کے کچھ اور مقاصد بھی بتائے ہیں ان میں:

(الف) عہد شکنی کی سزا: اسلام نے معاہدوں کی پابندی کے لیے بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"اور جب اللہ سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔" (النحل:۹۱)

اسلام نے اس قوم کے ساتھ لڑائی کرنے کا حکم دیا ہے جو اسلامی حکومت کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرے پھر اس معاہدے کو پس پشت رکھتے ہوئے جنگی عزائم رکھے۔ قرآن کریم نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

"جن لوگوں نے تم سے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر وہ بار بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔ اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) ان ہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ اللہ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الانفال:۵۶ : ۵۸)

اگرچہ ان آیات کا شان نزول خاص موقعہ کے لیے ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ یعنی اسلام میں بدعہد قوم کے ساتھ کسی قسم کی بھی رعایت نہیں ہے اور جو قوم معاہدہ کرنے کے بعد اس کو توڑ کر لڑائی کے لیے کوشاں رہتی ہے تو اسلام نے اسلامی حکومت کو اس سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

(ب) احترام انسانیت اور مظلوموں کی دستگیری: اسلام حرمت انسانی کا عظیم تر پیغام رکھتا ہے اس پیغام میں انسانیت کے لیے جو اصول رکھے ہیں ان میں مظلوموں کی حمایت اور مدد کرنا' ان کو ظالم کے ظلم سے چھٹکارا دلانا' اسلامی حکومت کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے انکو ہمارا مددگار مقرر فرما۔ (النساء:۷۵)

اگرچہ اس آیت کا اشارہ ان مظلوم مردوں' عورتوں اور بچوں کی طرف ہے جو مکہ میں رہ گئے تھے اور ہجرت نہ کر سکے تھے ان کو کفار کی طرف سے تکلیفیں اور اذیتیں

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

دی جارہی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کا جینا حرام کر دیا تھا۔ مگر اس آیت میں اسلامی جنگ کا بلند مقصد بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں انسانوں کے حقوق پامال کیے جارہے ہوں اور ان کے لیے وہاں کی زمین تنگ کر دی جائے۔ خواہ ان کا کسی بھی مذہب یا قوم سے تعلق ہو تو اسلامی حکومت کو فرض بنتا ہے کہ حسب موقع و امکان ان مظلوموں کی مدد کر کے ان کو ظلم سے نجات دلائے۔

(ج) **فتنہ وفساد کا ترجمہ:** اسلامی تعلیمات کے بنیادی مقاصد میں قیام امن' محبت و رواداری کا فروغ' ظلم اور فتنہ فساد کو ختم کرنا ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی ملک گیری' یا کسی بھی گروہ کا اپنے مذموم مقاصد کے لیے کمزوروں پر چڑھائی کر کے ظلم و زیادتی' فتنہ وفساد برپا کر کے خلق خدا کے امن وسکون کو خطرے میں ڈالے تو اس قسم کی فتنہ سازی اور ظلم و جبر سے باز رکھنے کے لئے قرآن مجید نے اسلامی ریاست کو جنگ کرنے کی تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیے)۔

اس آیت میں اسلامی جنگوں کا مقصد زمین پر فتنہ وفساد کا قلع قمع کرنا ہے اور دنیا میں امن و آشتی کی فضا قائم کرنا ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 109 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ج (۱) سیرتِ طیبہ : بعثتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم)

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 قریشِ مکہ سال میں دو مرتبہ جن ملکوں کی طرف سفر کرتے تھے وہ تھے:
(الف) ایران۔چین (ب) عراق۔مصر (ج) شام۔یمن (د) حبش۔یمن

02 اہلِ مکہ کی مجلسِ مشاورت کا نام تھا:
(الف) دارالندوہ (ب) دارالہجرۃ (ج) خانۂ کعبہ (د) صفہ

03 سب سے پہلے سورۃ نازل ہوئی:
(الف) القلم (ب) المدثر (ج) المزمل (د) العلق

04 پہلی وحی کس اسلامی مہینے میں نازل ہوئی؟
(الف) محرم الحرام (ب) رمضان المبارک (ج) ربیع الاوّل (د) شعبان المعظم

05 پانچویں پشت میں حضور کریم ﷺ کے دادا ہیں:
(الف) قُصَی بن کلاب (ب) عبدالمطلب (ج) ہاشم (د) عبدالمناف

06 عہدِ جاہلیت میں خانۂ کعبہ کے اندر بت رکھے تھے:
(الف) 250 (ب) 296 (ج) 300 (د) 360

07 حضور کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی:
(الف) 25 سال کی عمر میں (ب) 30 سال کی عمر میں (ج) 40 سال کی عمر میں (د) 45 سال کی عمر میں

08 خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی:
(الف) خانۂ کعبہ میں (ب) غارِ حرا میں (ج) غارِ ثور میں (د) میدانِ بدر میں

09 پہلی وحی میں سورۃ العلق کی آیات نازل ہوئیں:
(الف) 1 تا 3 (ب) 1 تا 4 (ج) 1 تا 5 (د) 1 تا 7

10 اعلانِ نبوت کے بعد اگر کوئی خارقِ عادت واقعہ کسی پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو کہا جاتا ہے:
(الف) معجزہ (ب) کرامت (ج) جادو (د) کشف

11 حضور اکرم ﷺ پر وحی کی ابتداء ہوئی:
(الف) چاند کو دو ٹکڑے کرنے سے (ب) دل کی باتیں بتانے سے (ج) معراج سے (د) سچے خوابوں سے

12 قرآن کریم کی پہلی وحی کے اندر ذکر موجود ہے:
(الف) جہاد و تلوار کا (ب) پڑھنے اور قلم کا (ج) نماز و روزے کا (د) زکوٰۃ و حج کا

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

جوابات

1.	(ج)	3.	(د)	5.	(الف)	7.	(ج)	9.	(ج)	11.	(د)
2.	(الف)	4.	(ب)	6.	(د)	8.	(ب)	10.	(الف)	12.	(ب)

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 بعثت نبوی پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا مفہوم: حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچ گئی تھی اور آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ رمضان کے مہینے میں حسب معمول غار حرا کی تنہائیوں میں مشغول عبادت تھے کہ ایک دن جبرئیل علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس آیا اور نور نبوت کی جو شمع آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سینے مبارک میں مخفی تھی اسے وحی الٰہی کے ان الفاظ کے ساتھ روشن کر کے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا۔ سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات قرآنی پہلی وحی کی حیثیت سے محمد بن عبداللہ کو محمد رسول اللہ بن عبداللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو نبوت کے شرف سے مشرف کر گئیں۔ جن کی نبوت آخری نبوت اور جن کی شریعت آخری شریعت ہے۔ یہاں سے نبوت کا آغاز اور وحی کا نزول شروع ہوا۔

بعثت نبوی کے آثار: اعلانِ نبوت کے بعد اگر کوئی خارقِ عادت واقعہ کسی پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو ''معجزہ'' کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا غیر معمولی واقعہ جو عموی طریقے اور طرز سے صادر نہ ہوا اور کسی نبی کی بعثت کی طرف اشارہ کرتا ہو وہ ''نبوت کے آثار'' میں شمار ہوتا ہے۔

بعثت سے چھ برس قبل نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ایک روشنی اور چمک نظر آنے لگی تھی جس کو دیکھ کر آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بے حد مسرور ہوتے تھے اس چمک اور روشنی میں کسی کی آواز نہیں ہوا کرتی تھی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کبھی کسی پیغمبر پر وحی کی شروعات ہوتی ہے تو سب سے پہلے انہیں سچے خواب دکھائے جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی چنانچہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ رات کو جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کو روشنی کی طرح واضح اور سچا ہوتا تھا۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جب مکہ مکرمہ کے راستوں سے گزرتے تو پتھروں اور درختوں سے آواز آتی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' (اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو) جب آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھتے تو وہاں پر پتھروں اور درختوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ

''میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۷۷)

بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے مقاصد: تعلیم و تدریس: قرآن کریم کی پہلی وحی کے اندر ''پڑھنے'' اور ''قلم'' کا ذکر موجود ہے۔ پھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان چار نکات کو محور و مرکز قرار دیا۔ ۱- اللہ تعالیٰ کی آیات ان کو پڑھ کر سنانا- 2- انہیں پاک کرنا۔ ۳- انہیں کتاب کی تعلیم دینا۔ ۴- حکمت کی باتیں سکھانا۔ (الجمعہ: ۲) یعنی آیات خداوندی پڑھ کر سنانے والے مبلغ' آیات کی تعلیم دینے والے معلم' آیات کی تفہیم کرنے والے ہادی اور آیات کی تعمیل کرانے والے مصلح تھے۔

سوال 2 بعثت نبوی سے قبل حالات عرب بیان کریں۔

جواب: بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے قبل حالات عرب: مکہ مکرمہ عربستان کا بڑا شہر اور قریش کا روحانی و سماجی مرکز بن چکا تھا' تجارتی سرگرمیوں'

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

تمدن، معیشت اور ترقی کے باعث یمن کے مشہور شہر صنعاء کے ہم پلہ ہو چکا تھا۔ قریش کے تجارتی قافلے سال میں دو مرتبہ شام اور یمن کا سفر کرتے تھے، جس کی بدولت اہل مکہ زندگی کی ہر سہولت سے مالا مال تھے۔ پانچویں صدی عیسوی کے دوران مکہ کے سردار قصی بن کلاب (جو حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی پانچویں پشت میں دادا ہیں) نے مکہ کا جو انتظامی ڈھانچہ بنایا تھا وہ اس وقت تک برقرار تھا، جس کی بنیاد اتحاد، تعاونِ اجتماعی، عمومی مفاہمت اور انتظامی اُمور کی باہمی تقسیم پر تھی چنانچہ جنگی معاملات، تجارت اور دیگر سماجی معاملات کے حل کے لیے "دارالندوہ" نامی مجلس مشاورت قائم تھی۔

مکہ شہر کے بہتر انتظام، معاشی اور تجارتی سرگرمیوں اور متمدن سماجی نظام کے باعث اس کے بہت سے خاندان بڑے مالدار اور سرمایہ دار ہو چکے تھے، ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو صدقہ خیرات کرتے، محتاجوں اور مساکین کی امداد کرتے۔ لیکن بعض ایسے بھی تھے جن کا سودی اور ناجائز ذرائع کا کاروبار تھا وہ عیاش، ضدی اور کمزور طبقہ کے لیے سخت گیر تھے، انہیں مال و اولاد پر غرور تھا، وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے تھے، سماجی برائیوں مثلاً شراب نوشی، ظلم، بدکاری، فحاشی، ناجائز ذریعہ آمدن (ڈاکہ، چوری، جوا) کو برا نہ سمجھتے تھے۔ پڑوسیوں کو تکلیف دینا، صلہ رحمی کا پاس نہ رکھنا، ناحق خون بہانا ان کا مشغلہ تھا، چنانچہ ان غیر انسانی رویوں کی وجہ سے وہ سخت دل، خشک مزاج اور بے رحم طبع ہو چکے تھے۔ حجاز کے باقی حصوں میں بھی بدانتظامی اور آوارگی کی وجہ سے لوگ سرکش ہو چکے تھے، اپنے ہی لوگوں سے لڑنا جھگڑنا اور مارنا ان کے یہاں جرأت اور فخر سمجھا جاتا۔ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنے پر فخر کرتے تھے۔

جہالت عام ہونے کی وجہ سے بت پرستی ان کا مذہبی شعار بن چکی تھی۔ صرف خانہ کعبہ کے اندر ہی تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ بعثت کے وقت جب آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو دنیا کا حال یہ تھا کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۱) خشکی اور تری میں فساد بڑھ گیا تھا (دنیا کے مذاہب اور عالم تہذیب و تمدن میں عقائد و اعمال میں خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں)۔

سوال 3 بعثت نبوی کے آثار بیان کریں۔

جواب: صفحہ 117 پر سوال نمبر 1 میں "بعثت نبوی ﷺ کے آثار" ملاحظہ کیجئے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 پہلی وحی کی آیات کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ (العلق: ۱۔۵)

ترجمہ: اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اپنے پروردگار کے نام لے کر پڑھو جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا (۱)
جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا (۲) پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے (۳) جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا (۴)
اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا (۵)

سوال 2 بعثت نبوی کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: صفحہ 117 پر سوال نمبر 1 میں "بعثت نبوی ﷺ کا مفہوم" ملاحظہ کیجئے۔

سوال 3 بعثت نبوی کے چند مقاصد بیان کریں۔

جواب: صفحہ 117 پر سوال نمبر 1 میں "بعثت نبوی ﷺ کے چند مقاصد" ملاحظہ کیجئے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 116 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال 1 تا 4 ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ج (۲) سیرتِ طیبہ : دعوت و تبلیغ

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✔" کا نشان لگائیں:

01 دعوت کے لغوی معنی ہیں:
(الف) بتانا (ب) پڑھانا (ج) پکارنا (د) بلانا

02 نیک اور اچھی بات دوسروں تک پہنچانے کو کہا جاتا ہے:
(الف) تقریر (ب) تدریس (ج) تبلیغ (د) تجویز/تحقیق/تحصیل ترتیب

03 مکہ مکرمہ میں دعوت و تبلیغ کا ابتدائی مرکز تھا:
(الف) دارارقم (ب) شعب ابی طالب (ج) کوہ صفا (د) مسجد الحرام

04 داعی کا کام ہے کہ مخاطب کی تنقید سن کر اس سے:
(الف) بدلہ لے (ب) درگذر کرے (ج) جھگڑا کرے (د) غصہ کرے

05 حضور اکرم ﷺ کی مکی زندگی میں دعوت و تبلیغ کے مرحلے ہیں:
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

06 حضور اکرم ﷺ کی مکی زندگی میں دعوت و تبلیغ کا پہلا مرحلہ خفیہ تبلیغ تھا جو عرصہ تھا بعث کے بعد سے:
(الف) ایک سال تک (ب) دو سال تک (ج) ڈھائی سال تک (د) تین سال تک

07 مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا:
(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ب) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
(ج) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (د) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے

08 عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا:
(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے (ب) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (ج) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے (د) حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے

09 غلاموں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا:
(الف) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے (ب) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے
(ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے (د) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے

10 بچوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے:
(الف) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ (د) حضرت علی رضی اللہ عنہ

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

11 دارارقم، حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر، اس پہاڑی پر واقع تھا:

(الف) جبلِ نور (ب) ابوقبیس (ج) صفا (د) مروہ

12 دوسری وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں:

(الف) سورۃ العلق آیات 1 تا 5 (ب) سورۃ العلق آیات 6 تا 11

(ج) سورۃ اخلاص (مکمل) (د) سورۃ المدثر آیات 1 تا 3

13 عبدالعزیٰ نام تھا:

(الف) ابولہب کا (ب) ابوجہل کا (ج) ابوسفیان کا (د) ابوطالب کا

14 اسلام کی تبلیغ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف بھی گئے اور تقریباً اتنے دنوں تک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے:

(الف) تین دن (ب) پانچ دن (ج) دس دن (د) بارہ دن

15 انصار مدینہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا:

(الف) سوید بن صامت (ب) ایاس بن معاذ (ج) نفر (د) سعد بن عبادہ

16 حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج کے لئے تیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تھی:

(الف) دس ہزار سے زائد (ب) تیس ہزار سے زائد (ج) 75 ہزار سے زائد (د) ایک لاکھ سے زائد

جوابات

1.	(ج)	3.	(الف)	5.	(ب)	7.	(ج)	9.	(ب)	11.	(ج)	13.	(الف)	15.	(الف)
2.	(ج)	4.	(ب)	6.	(د)	8.	(الف)	10.	(د)	12.	(د)	14.	(ج)	16.	(د)

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 دعوت وتبلیغ کے مراحل کیا ہیں؟ نوٹ تحریر کریں۔

جواب: حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مکی زندگی میں دعوت وتبلیغ کے تین مرحلے ہیں:

پہلا مرحلہ خفیہ تبلیغ: بعثت کے بعد سے تین برس تک کا عرصہ ہے جو حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بڑی خاموشی اور رازداری کے ساتھ توحید کی تبلیغ میں گزار دیا۔ اس خاموش اور حکیمانہ طرز دعوت وتبلیغ کا نتیجہ یہ نکلا سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس وقت حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے دعوت وتبلیغ کے کام کو مخفی رکھا یہی وقت اور حالات کا تقاضا بھی تھا چنانچہ ابتدا میں اہل خانہ اور قابل بھروسہ دوستوں پر محنت کی گئی آہستہ آہستہ لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی دار ارقم حضرت ارقم کا گھر جو صفا پہاڑی پر واقع تھا ان کے اجتماعات کا مرکز بنا جہاں پر وہ قرآن کریم کی تعلیم سیکھتے اور نمازیں ادا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو دوسری وحی کے وقت ارشاد فرمایا:

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ترجمہ: (۱) اے چادر میں لپٹنے والے (۲) اٹھیں اب خبردار کیجیے۔ (۳) اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجیے۔ (سورۃ المدثر: ۱-۳)

دوسرا مرحلہ اعلانیہ تبلیغ: تین برس تک حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مخفی طور پر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تبلیغی مساعی کا دوسرا مرحلہ اس وقت شروع ہوا۔

جب آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ حکم دیا گیا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ (سورۃ الشعراء، آیت: ۲۱۴)

ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کیجیے۔

اس حکم ملنے کے چند روز بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خاندان عبدالمطلب کو دعوت پر مدعو کیا جس میں ان کے چیدہ چیدہ اور برگزیدہ ارکان بھی شامل تھے اور آپ کے چچا عبدالعزیٰ ابولہب اور دیگر چالیس کے قریب لوگ شامل تھے' کھانا کھانے کے بعد آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے محفل کو مخاطب کر کے فرمایا: "میں تمہارے پاس وہ پیغام لایا ہوں جو عرب کے کسی شخص نے پیش نہیں کیا' یہ دنیا و آخرت دونوں کی فلاح کا پیغام ہے۔ وہ چیز لایا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کی سعادت کا سبب ہے۔ تم میں سے کون ہے جو اس الٰہی مہم میں میرا ساتھ دے؟"

حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بیان کے بعد پوری محفل میں سناٹا چھا گیا اور خاندان کے تمام افراد میں سے صرف نوعمر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دوں گا۔ اگرچہ میں سب سے چھوٹا اور کمزور ہوں لیکن اس کے باوجود آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دوں گا۔ شرکاء محفل نے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت کی طرف توجہ نہ دی اور اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کوہ صفا: کوہ صفا پر عزیز و اقارب اور اہل مکہ تک اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے بعد اللہ ذوالجلال نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو قدرے وسیع پیمانے پر اس پیغام کو پھیلانے کا حکم فرمایا کہ قوم کو دعوت دیں قرآن کریم میں ہے ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف قرآن عربی وحی کے ذریعے بھیجا ہے تا کہ آپ اہل مکہ اور گرد و نواح کے لوگوں کو خبردار کریں۔ (سورۃ الشوریٰ: ۷) چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر اہل قریش کو قبیلوں کے نام لے کر پکارا' قریش جمع ہو گئے' بعض نے اپنے نمائندے بھیجے اس کے بعد آپ نے اعلان فرمایا: "یاد رکھو! میں تمہیں اس سے بڑھ کر حق بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔ ترجمہ: کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر سب سے پہلے آپ کے چچا ابولہب کہنے لگا: تم ہلاک ہو جاؤ! (نعوذ باللہ) کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ اس طرح یہ مجمع منتشر ہو گیا۔

اگلے مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے اس پیغام کو پوری نوع انسانی یعنی بین الاقوامی درجہ دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ السبا: ۲۸) ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنی دعوتی مہم کو آگے بڑھاتے ہوئے عرب کے موسمی بازاروں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز (جہاں لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے) میں بھی جا کر آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اسلام کی تبلیغ کے لیے طائف بھی گئے اور وہاں تقریباً دس دنوں تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے میں مصروف رہے۔

سوال 2 دعوت و تبلیغ کے کیا اصول ہیں؟ تحریر کریں۔

جواب: دعوت و تبلیغ کے اصول: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح اسلام کی دعوت و تبلیغ کا حکم فرمایا ہے اسی طرح اس کے اصول و ضوابط بھی بتائے ہیں فرمان الٰہی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (سورۃ النحل، آیت: ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ذریعہ لوگوں کو بلایئے اور ان سے بہتر طریقہ سے مکالمہ کریں۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اس آیت میں دعوت وتبلیغ کے تین اصول بیان کئے گئے ہیں اور کسی بھی بات کو موثر انداز میں بیان کرنے کے لیے یہی اصول اپنائے جاتے ہیں۔

۱- حکمت ۲- موعظ حسنہ ۳- عمدہ طریقہ پر بحث ومباحثہ

حکمت سے تبلیغ: مخاطب کی سطح کے مطابق گفتگو کی جائے اور اس کے اندر بات سننے کی آمادگی پیدا کی جائے۔ دانائی سے مخاطبین کی ذہنی صلاحیت کو سمجھ کر حالات اور موقع ومحل کے مطابق علمی وعقلی استدلال کے ساتھ دعوت وتبلیغ کی جائے۔

موعظ حسنہ: بات کو اچھے انداز میں بیان کرنے کا اثر ضرور ہوتا ہے چنانچہ پُراثر گفتگو سے مخاطب کے سامنے اچھائی اور برائی کو ظاہر کر کے نصیحت والے انداز میں بات کرنا کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور عمدہ طریقہ سے گفتگو کر کے اس کو حق کے لیے قائل کرنا "موعظ حسنہ" ہے۔

بحث ومباحثہ: اپنی بات کہنے کے لیے اگر مباحثہ یا مکالمہ کی صورتحال پیش آئے تو پُر دلائل گفتگو کرے اور مخالف کے موقف کو غلط ثابت کرنے کے لیے بہتر اور اچھی اور شائستہ زبان میں گفتگو اختیار کرنا جس میں افہام وتفہیم ہو غصہ جوش اور چیخ چیخ کر بات کرنے سے گریز کرنا۔ (وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ)

دعوت وتبلیغ کرنے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جس بات کی وہ دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے اس پر وہ خود بھی عامل ہو قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔ (فصلت:۳۳)

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 دعوت وتبلیغ کے معنی اور مفہوم کیا ہیں؟

جواب: دعوت وتبلیغ کا مفہوم: عربی زبان میں "دعوت" کے لغوی معنی پکارنے اور بلانے کے ہیں جبکہ "تبلیغ" کے معنی "پہنچانے" کے ہیں دینی اصطلاح میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا۔ اچھی باتوں اور دینی تعلیم کی طرف بلانے کو "دعوت دین" اور ان باتوں کو خیر خواہی کے جذبے سے دیگر لوگوں اقوام اور ملکوں تک پوری طرح پہنچانے کا نام "تبلیغ" ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ (سورۃ حٰم السجدۃ آیت: ۳۳)

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔

سوال 2 دعوت وتبلیغ کے مقاصد کیا ہیں؟ تحریر کریں۔

جواب: دعوت وتبلیغ کے مقاصد: دعوت وتبلیغ کے بنیادی مقاصد میں سے یہ ہیں کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک الٰہ اور رب مانا جائے اللہ کی ذات صفات اور اختیارات وحقوق میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اسلام کو دین حق سمجھ کر اللہ کے سامنے اپنے آپ کو اس کے ہاں جوابدہ سمجھے اللہ کے پیغمبروں پر پورا ایمان لا کر ان کی پیروی واتباع کی جائے حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی جان کر ان کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے نیکی کو فروغ دینے پر آمادہ کیا جائے اور برائیوں کو ختم کرنے کی ترغیب دی جائے۔

سوال 3 دعوت وتبلیغ کے اثرات کو مختصر لکھیں۔

جواب: دعوت وتبلیغ کے اثرات وثمرات: ابتداء میں انصار مدینہ میں سے ایک شخص سوید بن صامت وشجاعت وشاعری میں نامور تھا حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے قرآن شریف کی چند آیات سن کر اسلام کی حقانیت کا قائل ہوگیا پھر اس کے میلان اسلام کا اثر دیگر اہل یثرب پر پڑا جس کے نتیجے میں دو تین برس کے اندر مدینہ منورہ کے لوگوں کی کچھ تعداد اسلام کی حلقہ بگوش ہوگئی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کی طرف مسلمانوں کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور مسلمان مدینہ منورہ جا کر طاقتور ہونا شروع ہو گئے اور حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ یہاں آتے ہی ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اور آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح کے قبائل کے ساتھ معاہدات کیے۔

غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور صلح حدیبیہ کے بعد حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ خیبر کی فتح ہوئی۔ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوئی یعنی مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم حج کے لیے تیار ہوئے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ دعوت دین اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کے لیے ہمہ وقت اور ہمہ تن کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا رہے اور ہم فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 119 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال 1 تا 4 ملاحظہ کیجیے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ج (۳) سیرتِ طیبہ : ہجرتِ مدینہ اور غزوات

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 ہجرت لفظ کے معنی ہیں:
(الف) مسلمان ہونا (ب) حصول علم کے لیے سفر کرنا
(ج) دین کی خاطر نقل مکانی کرنا (د) قیام کرنا

02 سفرِ ہجرت کے دوران حضور کریم ﷺ ٹھہرے:
(الف) غارِ حرا میں (ب) غارِ ثور میں (ج) کہف میں (د) طائف میں

03 رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود جس جنگی مہم میں شامل ہوں وہ کہلاتا ہے:
(الف) غنیمت (ب) جزیہ (ج) غزوہ (د) سریہ

04 دوسرا غزوہ ہے:
(الف) تبوک (ب) خیبر (ج) احد (د) بدر

05 اسلام کی پہلی ہجرت ہوئی:
(الف) مدینہ کی طرف (ب) یثرب کی طرف (ج) طائف کی طرف (د) حبشہ کی طرف

06 اسلام کی دوسری ہجرت ہوئی:
(الف) قبا کی طرف (ب) یثرب کی طرف (ج) طائف کی طرف (د) حبشہ کی طرف

07 مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو وطن بنانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہلاتے ہیں:
(الف) مہاجر (ب) انصار (ج) غازی (د) عشرہ مبشرہ

08 مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد کرنے والے اہلِ مدینہ کہلاتے ہیں:
(الف) مہاجر (ب) انصار (ج) غازی (د) عشرہ مبشرہ

09 مدینہ منورہ کا اصل نام تھا:
(الف) قبا (ب) منورہ (ج) یثرب (د) مدینۃ النبی

10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی:
(الف) مکہ مکرمہ کے خراب معاشی حالات کی وجہ سے (ب) مکہ مکرمہ کے خراب موسم کی وجہ سے
(ج) مدینہ منورہ میں رہائش کی زیادہ سہولیات کی وجہ سے (د) مشرکینِ مکہ کی ظلم و زیادتیوں کی وجہ سے

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

11 بعثت نبوی ﷺ سے پہلے قریش حضور اکرم ﷺ کو پکارتے تھے:

(الف) رحمت اللعالمین کے لقب سے (ب) صادق وامین کے القاب سے

(ج) احمد کے نام سے (د) ابو قاسم کی کنیت سے

12 مشرکین مکہ نے حضور اکرم ﷺ اور دیگر مسلمانوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر کے ان سے مقاطعہ کرلیا:

(الف) ایک سال تک (ب) دو سال تک (ج) تین سال تک (د) چار سال تک

13 قریش مکہ کی سخت روی سے تنگ آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی:

(الف) ایک مرتبہ (ب) دو مرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

14 یثرب کے کچھ نیک حضرات حضور اکرم ﷺ سے عقبہ کے مقام پر بیعت کر چکے تھے:

(الف) ایک مرتبہ (ب) دو مرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

15 حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو 27 صفر کو یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی:

(الف) دسویں سال (ب) بارھویں سال (ج) تیرھویں سال (د) چودھویں سال

16 ہجرتِ مدینہ کے وقت کفار کی امانتیں صحیح سلامت ان کے مالکان تک پہنچانے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے بستر پر سلایا:

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ (د) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

17 ہجرتِ مدینہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہم سفر بنایا:

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (د) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

18 سفرِ ہجرت کے دوران حضور کریم ﷺ غارِ ثور میں ٹھہرے:

(الف) ایک دن (ب) دو دن (ج) تین دن (د) پانچ دن

19 غارِ ثور میں قیام کے دوران دن کے حالات معلوم کر کے رات کے وقت آپ ﷺ کو باخبر کیا کرتے تھے:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (د) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

20 عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے ہوئے غارِ ثور میں دودھ دے جایا کرتے تھے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غلام تھے:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے (ب) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے (ج) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے (د) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

21 غارِ ثور میں قیام کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی کھانا تیار کر کے دینے آتی تھیں:

(الف) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (ج) حضرت زینب رضی اللہ عنہا (د) حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا

22 چوتھے دن غارِ ثور سے نکلنے کے بعد حضور کریم ﷺ نے اجرت پر راستہ دکھانے کے لئے لیا:

(الف) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ب) عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ (ج) عبداللہ بن اریقط (د) عبداللہ بن عباس

23 رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب قبا بستی میں پہنچے:

(الف) سن 14 نبوت بمطابق ایک ہجری (ب) سن 13 نبوت بمطابق ایک ہجری

(ج) سن 12 نبوت بمطابق ایک ہجری (د) سن 11 نبوت بمطابق ایک ہجری

24 قبا کی بستی میں قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ نے تعمیر کی/کیا:

(الف) گھر (ب) مدرسہ (ج) مسافر خانہ (د) مسجد

25 غزوہ کے معنی ہیں:

(الف) لڑنے کے لئے نکلنا (ب) حملہ کرنا (ج) جنگ کرنا (د) یہ سب

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

26 غزوۂ بدر پیش آیا:

(الف) ماہِ رمضان 2ھ (ب) ماہِ شوال 2ھ (ج) ماہِ رمضان 3ھ (د) ماہِ شوال 3ھ

27 غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے لشکر کی قیادت کی:

(الف) ابولہب نے (ب) ابوسفیان نے (ج) ابوجہل نے (د) امیہ بن خلف نے

28 غزوۂ احد پیش آیا:

(الف) ماہِ رمضان 2ھ (ب) ماہِ شوال 2ھ (ج) ماہِ رمضان 3ھ (د) ماہِ شوال 3ھ

29 غزوۂ احد میں مشرکین مکہ کے لشکر کی قیادت کی:

(الف) ابولہب نے (ب) ابوسفیان نے (ج) ابوجہل نے (د) امیہ بن خلف نے

30 اس غزوہ میں مسلمانوں کا بھاری نقصان ہوا مگر دشمن بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا:

(الف) غزوۂ بدر (ب) غزوۂ احد (ج) غزوۂ خیبر (د) غزوۂ حنین

31 غزوۂ خندق پیش آیا:

(الف) ذوالقعدہ سن 5ھ (ب) سن 7ھ (ج) رمضان المبارک سن 8ھ (د) سن 9ھ

32 اس جنگ کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے:

(الف) غزوۂ احد (ب) غزوۂ خندق (ج) غزوۂ حنین (د) غزوۂ تبوک

33 سن 7ھ میں پیش آیا:

(الف) غزوۂ خندق (ب) غزوۂ حنین (ج) غزوۂ خیبر (د) غزوۂ تبوک

34 غزوۂ خیبر میں یہودیوں کے آخری قلعے قموص کو ان کی کمان میں مسلمانوں نے فتح کیا:

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (د) حضرت علی رضی اللہ عنہ

35 مسلمانوں نے مکہ فتح کیا:

(الف) رمضان المبارک سن 7ھ (ب) رمضان المبارک سن 8ھ

(ج) رمضان المبارک سن 9ھ (د) رمضان المبارک سن 10ھ

36 سن 8ھ میں پیش آیا:

(الف) غزوۂ تبوک (ب) غزوۂ خندق (ج) غزوۂ خیبر (د) غزوۂ حنین

37 غزوۂ تبوک پیش آیا:

(الف) سن 5ھ (ب) سن 8ھ (ج) سن 9ھ (د) سن 10ھ

جوابات

1.	(ج)	6.	(ب)	11.	(ب)	16.	(ج)	21.	(ب)	26.	(الف)	31.	(الف)	36.	(د)
2.	(ب)	7.	(الف)	12.	(ج)	17.	(الف)	22.	(ج)	27.	(ج)	32.	(ب)	37.	(ج)
3.	(ج)	8.	(ب)	13.	(ب)	18.	(ج)	23.	(الف)	28.	(د)	33.	(ج)		
4.	(ج)	9.	(ج)	14.	(ب)	19.	(ب)	24.	(د)	29.	(ب)	34.	(د)		
5.	(د)	10.	(د)	15.	(ج)	20.	(د)	25.	(د)	30.	(ب)	35.	(ب)		

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 ہجرت کے واقعہ سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی ہجرت اور واقعات: حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اور آپ کے دو پیارے ساتھی حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما' اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے' چنانچہ جب نبوت کا 14 واں سال شروع ہوا اور اس وقت تک اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ روانہ ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے بھی ہجرت کی تیاری شروع فرمائی۔

دارالندوہ میں کفار کا مشورہ: مشرکینِ مکہ نے جب دیکھا کہ مسلمان ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکون و آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اوس و خزرج جیسے طاقتور قبائل ان کے حمایتی و مددگار بن چکے ہیں تو ان کو مسلمانوں اور خاص طور پر حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے حسد کی وجہ سے پریشانی ہوئی' چنانچہ تمام زعمائے قریش دارالندوہ میں جمع ہو کر حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے خلاف تدبیریں کرنے لگے۔

غارِ ثور میں قیام: حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کفار کے اس مکر سے باخبر فرما دیا تھا اور کفار کی اتنی شدید دشمنی کے باوجود حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے پاس رکھی ہوئی کفار کی امانتیں صحیح سلامت ان کے مالکان تک پہنچانے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر فرمایا ''ہمیں ہجرت کا حکم مل چکا ہے' اس لیے ہم آج ہی مدینہ روانہ ہو جائیں گے' آپ میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جائیں' صبح کو یہ امانتیں مالکان کے سپرد کر کے آپ بھی مدینہ پہنچ جائیں۔''

حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ رات کی تاریکی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے نکل کر ثور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے شہرِ مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''تو بڑا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے بڑا محبوب ہے۔ میری قوم اگر مجھے یہاں سے نکلنے میں مجبور نہ کرتی تو میں تمہارے سوا کسی اور جگہ نہ جاتا۔'' پھر آپ دونوں نے غارِ ثور کے اندر تین دن تک قیام فرمایا۔

ادھر صبح کے وقت جب کفار نے حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے گھر میں جا کر دیکھا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پایا اور ان سے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے متعلق دریافت کرتے رہے اور پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی تلاش میں نکل پڑے۔ یہاں تک کہ غارِ ثور تک آ پہنچے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر نہیں آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نوجوان بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دن کے حالات معلوم کر کے رات کے وقت آپ کو باخبر کرتا' شام کے وقت روزانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ دے جاتا' اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کھانا تیار کر کے دے آتی تھیں۔

غارِ ثور سے مدینہ منورہ روانگی: چوتھے دن حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ غار سے باہر نکلے' عبداللہ بن اریقط نامی شخص کو اجرت پر بطور راستہ دکھانے والا لیا۔ اسی طرح یہ چھوٹا سا قافلہ ایک دن اور رات مسلسل چلتا رہا' دوسرے دن دوپہر کے وقت گرمی اور دھوپ کی تپش کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کچھ وقت آرام فرمالیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو انہیں ایک بڑے ٹیلے کے قریب کچھ سایہ نظر آیا' چنانچہ وہیں پر پڑاؤ کے لیے رک گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قریب ایک بکریاں چرانے والے چرواہے سے کچھ دودھ لے کر آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو پیش کیا' جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے آگے کوچ کیا۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

قبا میں تشریف آوری: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سن ۱۴ نبوت بمطابق سنہ ایک ہجری کو بحفاظت قبا بستی میں پہنچ گئے جہاں آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے چند دن قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور اس میں نماز پڑھی جس کو "مسجد قبا" کہا جاتا ہے۔ جس کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: البتہ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر اول روز سے پڑی ہے۔

مدینہ منورہ میں پہلے ہی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خبر پہنچ چکی تھی اس لیے تمام شہر والے آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آمد کے بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے' وہ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آ کر آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا انتظار کرتے اور پھر واپس چلے جاتے تھے۔ ایک دن تمام لوگوں کے واپس ہو جانے کے بعد ایک یہودی نے (جو اپنے قلعہ پر تھا) آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو دیکھا اور چلا کر مسلمانوں کو بتانے لگا' اے اہل عرب! تمہارا مہمان آ پہنچا۔

مدینہ منورہ میں داخلہ: حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے' بنو سالم بن عوف کی بستی میں پہنچ کر بطن وادی میں جمعہ کی نماز پڑھائی' اسی طرح آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ آ پہنچے' اہل مدینہ نے آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا پرجوش استقبال کیا اور آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا اور دل کھول کر آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا۔

سوال 2 ہجرت مدینہ کے اسباب بیان کریں۔

جواب: ہجرت مدینہ کے اسباب: مدینہ منورہ عرب کا ایک قدیم شہر ہے' جس کا اصل نام "یثرب" تھا جو حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت کے بعد "مَدِيْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ" (نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا شہر) اور پھر مدینہ منورہ مشہور ہوا۔

مدینہ کی طرف ہجرت کے درج ذیل اسباب ہیں:

ایک طرف مکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشرکین مکہ کی زیادتیاں عروج پر تھیں' تو دوسری طرف یثرب میں اسلام کی عام مقبولیت کے پیش نظر مسلمانوں کے لیے ماحول سازگار تھا' چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عنایت فرما دی۔ تمام مسلمان ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے صرف چند باقی رہ گئے جن کو مشرکین نے قید کر رکھا تھا وہ غربت اور مجبوری کی وجہ سے نہیں جا سکتے تھے' ان کے علاوہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی کچھ خاص مصلحتوں کی وجہ سے پیچھے رہنے والوں میں شامل تھے۔

مکہ مکرمہ میں دعوت اسلام پر پابندی: بعثت نبوی سے پہلے قریش حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو صادق و امین کے القاب سے پکارتے تھے تاہم آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اعلان نبوت کے بعد آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے جانی دشمن بن گئے' چنانچہ آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا بے حد مشکل ہو گیا' اس کے باوجود آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ابتداء میں خفیہ طریقے سے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے رہے اور تربیت کرتے رہے۔

مسلمانوں پر مظالم: مکہ مکرمہ میں دشمنوں نے اسلام قبول کرنے والے ہر شخص پر مظالم ڈھائے' ان کو جسمانی' ذہنی اذیتیں پہنچانے کا کوئی موقعہ نہ چھوڑتے' یہاں تک کہ انہوں نے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور دیگر مسلمانوں کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور ان سے مقاطعہ کر لیا۔ علاوہ ازیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیتیں دے کر شہید کر دیا۔

ہجرت حبشہ کا حوصلہ افزا تجربہ: یثرب کے کچھ نیک حضرات حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے عقبہ کے مقام پر دو مرتبہ بیعت کر چکے تھے اور ان کی تمنا تھی کہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یثرب آ کر ہمیں دین کی باتیں سکھائیں لیکن آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے حکم و اذن کے منتظر تھے۔

اذن الٰہی: ان تمام مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کے اصرار پر حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو بعثت کے 13 ویں برس ۲۷ صفر کو یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی اور لوگ چھپتے چھپاتے' یثرب کے لیے روانہ ہوتے رہے۔ یہ ہجرت تمام مسلمانوں پر فرض تھی۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سوال 3 مختلف غزوات کا اجمالی تعارف لکھیں۔

جواب: **غزوات:** "غزوہ" کے معنی کسی سے لڑنے کے لیے نکلنے، حملہ کرنے اور جنگ کرنے کے ہیں۔ محدثین اور سیرت نگاروں کے نزدیک "غزوہ" ایسی جنگی مہم کو کہا جاتا ہے جس میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بذات خود شرکت فرمائی' آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لشکر کے امیر کی حیثیت میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں رہے۔

ہجرت کے بعد تمام عرب قبائل مدینہ پر حملہ کے لیے کمربستہ ہوگئے' قریش نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کو کہلا بھیجا کہ تم نے ہمارے آدمی (حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کو پناہ دے کر ٹھہرایا ہے' اس سے لڑائی کرو' یا اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم سب تمہارے اوپر حملہ کردیں گے اور جوانوں کو قتل کیا جائے گا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا دیا جائے گا۔

دوسری طرف مشرکین مکہ نے مدینے کے یہود سے ساز باز کرنا بھی شروع کردی' ان کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر اکسانے کے بعد مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ مکہ سے نکل کر تم اپنے آپ کو یثرب میں محفوظ نہ سمجھو' ہم یثرب میں آکر تمہیں ختم کردیں گے۔ چنانچہ ایسی صورتحال کے پیش نظر اور مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنا دفاع کرنے اور ریاست کو بچانے کے لیے انہیں جہاد کرنے کی اجازت دی ارشاد پاک ہے:

ترجمہ: جن سے لڑائی کی جارہی ہے ان کو اب لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے۔ (الحج:۳۹)

چنانچہ ریاست مدینہ کے دفاع کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مخالفین اسلام سے اسلحہ کے ساتھ جہاد کیا۔ ان میں چند اہم یہ ہیں:

غزوہ بدر: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ ایک سال پورا کیا تھا کہ ماہ رمضان سن ۲ ہجری میں مشرکین مکہ نے ابوجہل کی قیادت میں مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا' آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اطلاع مل گئی تو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آگے بڑھ کر "بدر" کے مقام پر مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

غزوہ احد: غزوہ بدر کے ٹھیک ایک سال بعد مشرکین مکہ ابوسفیان کی قیادت میں ماہ شوال سن ۳ ہجری میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے' مسلمانوں نے "احد" کے مقام پر ان کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بھاری نقصان ہوا مگر دشمن بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا۔

غزوہ خندق: تیسری مرتبہ ماہ ذوالقعدہ سن ۵ ہجری میں پورے عرب کے مشرکین و کفار اکٹھے ہوکر بڑی طاقت کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے' اس جنگ کا دوسرا نام غزوہ احزاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طوفان اور آندھی بھیج کر کفار کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

غزوہ خیبر: سن ۷ ہجری میں خیبر کے یہودیوں نے سخت بغاوت شروع کردی۔ یہودیوں نے کئی قلعے بنائے تھے۔ سارے قلعے فتح کیے گئے آخری قلعہ قموص تھا' جس کو شیر خدا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کمان میں فتح کیا گیا۔

فتح مکہ: مسلمانوں نے رمضان المبارک سن ۸ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح کیا۔

غزوہ تبوک: سن ۹ ہجری میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اطلاع ملی کہ رومی اور اس کے اتحادی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے ارادے سے نکل چکے ہیں تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر جب رومیوں نے مسلمانوں کا عزم دیکھا تو وہ واپس چلے گئے۔ اور اسلامی لشکر بغیر لڑائی کے واپس آگیا۔

ہمیں بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کرتے ہوئے بوقت ضرورت ہجرت اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں رہنا چاہیے' اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 ہجرت کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔

جواب: ہجرت کے معنی ومفہوم: عربی زبان میں "ہجرت" کے معنی جدائی' علیحدگی اور ایک جگہ قطعاً چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہیں۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اصل

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں سکونت اختیار کرنا' خاص طور پر جہاں وہ محکوم اور مظلوم ہوں' ان کو اسلام پر عمل کرنے میں زندگی گزارنا مشکل ہو تو ایسے حالات میں نقل مکانی کر کے ایسی جگہ جائیں' جہاں دین کے تقاضے پورے کیے جا سکیں اور اس پر عمل کرنا آسان ہو۔

اسلام کی پہلی ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی اور دوسری ہجرت "یثرب" مدینہ منورہ کی طرف حکم الٰہی کے مطابق ہوئی' مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو وطن بنانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "مہاجر" اور ان کی مدد کرنے والے اہلِ مدینہ "انصار" کہلاتے ہیں۔

سوال 2: غزوہ بدر کب اور کیوں ہوا؟

جواب: غزوہ بدر 17 رمضان 2 ہجری بمطابق 13 مارچ 624ء کو رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں اور ابوجہل کی قیادت میں مکہ کے قبیلہ قریش اور دیگر عربوں کے درمیاں میں مدینہ کے جنوب مغرب میں بدر نامی مقام پر ہوا۔

غزوۂ بدر کے اسباب:

(1) **تجارتی شاہراہ کا مسلمانوں کی زد میں ہونا:** قریش مکہ نے مدینہ کی اس اسلامی ریاست پر حملہ کرنے کا اس لیے بھی فیصلہ کیا کہ وہ شاہراہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتی تھی مسلمانوں کی زد میں تھی۔

(2) **اشاعت دین میں رکاوٹ:** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ میں تبلیغ کرنے کی پوری آزادی تھی اور اسلام کے اثرات دور دراز علاقوں میں پہنچ رہے تھے۔ بحرین کا ایک سردار عبدالقیس مدینہ کی طرف آ رہا تھا کہ قریش مکہ نے راستے میں اسے روک دیا۔ اس سے یہ بات واضح تھی کہ جب تک خدا پرستی اور شرک میں ایک چیز ختم نہیں ہو جائے گی' کشمکش ختم نہیں ہو سکتی۔

(3) **عمر بن الحضرمی کا قتل:** رجب 2ھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کی قیادت میں بارہ آدمیوں پر مشتمل ایک دستہ اس غرض سے بھیجا کہ قریش کے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔ اتفاق سے ایک قریشی قافلہ مل گیا اور دونوں گروہوں کے درمیان میں جھڑپ ہوگئی جس میں قریش مکہ کا ایک شخص عمر بن الحضرمی مارا گیا اور دو گرفتار ہوئے۔ جب عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ جنگی قیدی رہا کر دیے گئے اور مقتول کے لیے خون بہا ادا کیا۔ اس واقعہ کی حیثیت سرحدی جھڑپ سے زیادہ نہ تھی چونکہ یہ جھڑپ ایک ایسے مہینے میں ہوئی جس میں جنگ و جدال حرام تھا۔ اس لیے قریش مکہ نے اس کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا اور قبائل عرب کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔ عمرو کے ورثاء نے بھی مقتول کا انتقام لینے کے لیے اہل مکہ کو مدینہ پر حملہ کرنے پر اکسایا۔

(4) **مدینہ کی چراگاہ پر حملہ:** مکہ اور مدینہ کے درمیان میں کشیدگی بڑھتی جا رہی تھی اس سلسلے میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک کی سردار کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے باہر مسلمانوں کی ایک چراگاہ پر حملہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشی لوٹ لیے۔ یہ ڈاکہ مسلمانوں کے لیے کھلا چیلنج تھا۔ چند مسلمانوں نے کرز کا تعاقب کیا لیکن وہ بچ نکلا۔

(5) **اسلامی ریاست کے خاتمہ کا منصوبہ:** قریش مکہ نے اسلامی ریاست کو ختم کرنے کا فیصلہ کر کے جنگ کی بھرپور تیاریاں شروع کر دیں۔ افرادی قوت کو مضبوط بنانے کے لیے انہوں نے مکہ مکرمہ کے گرد و نواح کے قبائل سے معاہدات کیے اور معاشی وسائل کو مضبوط تر کرنے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس مرتبہ جو تجارتی قافلہ شام بھیجا جائے اس کا تمام منافع اسی غرض کے لیے وقف ہو۔ اسلامی ریاست کے خاتمے کے اس منصوبے نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں کشیدگی میں بہت اضافہ کر دیا۔

(6) **فوری وجہ – ابوسفیان کا قافلہ:** جب ابوسفیان کا قافلہ واپس آ رہا تھا تو ابوسفیان کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ قافلہ راستے ہی میں نہ لوٹ لیا جائے چنانچہ اس نے ایک ایلچی کو بھیج کر مکہ سے امداد منگوائی۔ قاصد نے واویلا کیا اور اعلان کیا کہ ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کرنے کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس لیے فوراً امداد کے لیے پہنچو۔ اہل مکہ سمجھے کہ قریش کا قافلہ لوٹ لیا گیا ہے۔ سب لوگ انتقام کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں معلوم ہوا کہ یہ قافلہ صحیح سلامت واپس آ رہا ہے۔ لیکن قریش کے مکار سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب مسلمانوں کا ہمیشہ کے لیے کام ختم کر کے ہی واپس جائیں گے۔ نیز حضرمی کے ورثاء نے حضرمی کا انتقام لینے پر اصرار کیا۔ چنانچہ قریشی لشکر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور بدر میں خیمہ زن ہو گیا۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سوال 3 ہجرت کی فضیلت کیا ہے؟ نوٹ تحریر کریں۔

جواب: **ہجرت کی فضیلت:** ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں فائدہ ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کے بھی حقدار ہوتے ہیں اور ان کے لیے مغفرت، جنت اور بہترین اجر کا انعام رکھا ہے اور انہیں یقین دلایا گیا ہے کہ ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی اور فرمایا کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ہو ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور (اللہ کی راہ میں) لڑے اور قتل کیے گئے، میں ان کے گناہ دور کر دوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔ (آل عمران: ۱۹۵) بجا طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا، اس وقت تک سب سے بڑا عمل "ہجرت" تھا۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنے اور اس کی دعوت و اشاعت کے لیے ہو۔

ہجرت کے ثمرات:

- ہجرت کی برکت سے ایک اسلامی سلطنت وجود میں آ گئی۔
- ضعیف الایمان مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی۔
- ایک مضبوط اسلامی سلطنت قائم ہونے کی وجہ سے دین اسلام کی تبلیغ میں آسانی و قوت حاصل ہو گئی۔
- ہجرت سے پہلے مسلمان مکہ اقلیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کافروں کے ظلم کے شکار رہے۔ کوئی دینی کام آزادی سے سرانجام نہیں دے سکتے تھے پھر جان کا خطرہ الگ تھا۔ لیکن ہجرت کے بعد وہی مظلوم مسلمان ایک خطہ زمین کے مالک ہو گئے اور ان کو تبلیغ اسلام کے بہترین مواقع حاصل ہو گئے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 124 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 4 ملاحظہ کیجیے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ج (۴) سیرتِ طیبہ : خصائل و شمائل نبوی ﷺ

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 حضور کریم ﷺ کے خصائل وشمائل سے مراد ہے:
(الف) سیرت نبوی ﷺ (ب) اسوۂ حسنہ (ج) سنت (د) عمدہ عادات وخصوصیات

02 حضور کریم ﷺ جب یہودی لڑکے کے پاس گئے تو اس کو:
(الف) اسلام کی دعوت دی (ب) سلام کیا (ج) ہدیہ پیش فرمایا (د) دعا فرمائی
(نوٹ: یہ واقعہ ٹیکسٹ بک میں شامل نہیں ہے)

03 فتح مکہ کے وقت اپنی قوم کے تمام لوگوں کو حضور اکرم ﷺ نے:
(الف) قید کردیا (ب) شہر چھوڑنے پر مجبور کردیا
(ج) معاف کردیا (د) امیر بنادیا

04 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لئے:
(الف) سخت ہے (ب) بہتر ہے (ج) نرم ہے (د) درشت ہے

05 حصولِ محبت رسول اللہ ﷺ اور شفاعتِ رسول اللہ ﷺ کے حصول کا ذریعہ ہے:
(الف) پانچ وقت نماز پڑھنا (ب) رمضان کے روزے رکھنا
(ج) رات جلدی سونا (د) درود وسلام کی کثرت

06 حضور کریم ﷺ کے لئے کپڑے صاف کرتے، بکری کا دودھ نکالتے کپڑے اور جوتوں کو پیوند لگاتے اور دوسرے کام کرتے تھے:
(الف) آپ ﷺ خود کرتے تھے (ب) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ (د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

جوابات

1.	(د)	2.	×	3.	(ج)	4.	(ب)	5.	(د)	6.	(الف)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

والے مصائب میں مدد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی: ۳)

یہ تمام خوبیاں پیارے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہمدردی اور خیر خواہانہ رویہ کی عکاسی کرتی ہیں؛ جس میں معاشرہ میں کمزور سمجھے جانے والے نادار طبقہ سے بھی ایسا سلوک روا رکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے جو کسی شاہانہ طرز رکھنے والے سے رکھا جائے۔

اسی طرح مظلوموں اور بے کسوں کی فریاد سننا اور ان کے کام آنا حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ چنانچہ ایک اجنبی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس آ کر التجا کرنے لگا کہ ابوجہل کے ذمہ میرا قرض ہے وہ ادا نہیں کر رہا ہے اس وقت آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ حرم مکہ میں عبادت کر رہے تھے لیکن عبادت کو موخر کیا اور اپنے ذاتی دشمن ابوجہل کے پاس ایک اجنبی کی مدد کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے حق وصول کروا دیا۔ (تہذیب سیرۃ ابن ہشام؛ صفحہ ۷۴)

اسلامی شریعت میں حقوق العباد کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ قرآن کریم جیسی مبارک کتاب کی تلاوت کرنے والے کو بھی اتنی آواز سے تلاوت کرنے کی تاکید ہے جس سے کسی دوسرے کو تکلیف اور پریشانی نہ ہو چنانچہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ رات میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی قرأت یوں تھی کہ کبھی بلند پڑھتے کبھی پست۔ (ابوداؤد، کتاب التطوع، باب رفع الصوت۔۔۔الخ، ۲/۵۳، حدیث: ۱۳۲۸)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

تمام لوگوں میں وہ شخص اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہو اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ نیکی یہ ہے کہ تم کسی مسلمان کی زندگی میں خوشی کا داخل کر دو یا اس کی تکلیف و پریشانی کو دور کر دو یا اس کے قرض کی ادائیگی کا انتظام کر دو یا اس کی بھوک کو ختم کر دو اور میں اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے (چند قدم) اس کے ساتھ چلنے کو مسجد کے دو مہینے کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔ مسلمان بھائی کی معاونت پر اجر و ثواب کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(1) جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے بچائیں گے، اور

(2) جو کسی مسلمان محتاج پر (معاملہ میں) آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کریں گے، اور

(3) جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کریں گے، اور

(4) جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے رہیں گے۔" {رواہ مسلم ۲/۳۴۵ و البخاری ۱/۳۳۰}

8 ہجری میں جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو قریش مکہ پر غلبہ عطا فرمایا اور شہر مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بیس برس کے ان تمام مظالم اور زیادتیوں کا بدلہ لینے کی بجائے اپنی قوم کے لوگوں کو معاف کرتے ہوئے اعلان فرمایا۔ ترجمہ: آج تمہارے اوپر کوئی ملامت نہیں؛ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۱ صفحہ ۱۱۳) لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خصائل و شمائل کو اپنا کر سعادت دارین حاصل کریں۔ بالخصوص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے بیان کردہ عمدہ خصوصیات ہمارے لیے قابل اتباع ہے۔ حصول محبت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا دوسرا ذریعہ درود وسلام کی کثرت میں ہے جو کہ شفاعت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے حصول کا بھی ذریعہ ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 خصائل و شمائل نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے کیا مراد ہے؟

جواب: خصائل و شمائل کے معنی اور مفہوم: ''خصائل' عربی کے لفظ 'خصلة'' سے ماخوذ ہے' جس کے معنی عادات ہے (اچھی یا بری)۔ جبکہ شمائل ''شَمِيْلَه'' کی جمع ہے جس کے معنی اچھی طبیعت' عمدہ عادت اور نیک صفت و خصلت کے ہیں۔ خصائل اور شمائل نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری خوبیاں و باطنی خصائل اور عمدہ عادات' آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شب و روز کی زندگی جیسے اٹھنا' بیٹھنا' کھانا' پینا' سونا' جاگنا' مزاج' معاشرت اور لباس' اخلاق' پاکیزہ خصوصیات اور خوبیاں و اوصاف' بالخصوص آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

وَسَلَّمَ کا اہل خانہ سے برتاؤ، لوگوں سے میل جول، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھیوں سے رویہ، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری صورت اور سیرت، حلیہ مبارک اور جسمانی بناوٹ مراد ہیں۔

سوال 2 حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو مصروفیات کیا تھیں؟

جواب: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو مصروفیات: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو زندگی نہایت شائستگی اور خوشگوار نوعیت کی تھی، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، اپنے کام خود سرانجام دیتے اور اہل خانہ سے کبھی بھی سختی سے پیش نہیں آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے اہل خانہ کے معاملہ میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ (سنن ترمذی، حدیث ۳۸۹۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں دیکھا جو اپنے اہل و عیال کے لیے شفیق اور مہربان ہو۔ (اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی، جلد ۱، صفحہ ۳۸۰) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ گھر میں عام لوگوں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے کپڑے خود صاف فرماتے، بکری کا دودھ نکالتے، اپنے کام خود کر لیتے تھے، کپڑوں اور جوتوں کو پیوند لگاتا اور اپنے کپڑے کو سینا یہ تمام اعمال خود سرانجام دیتے تھے۔ (مسند احمد، حدیث: ۲۵۳۴۱) اسی طرح گھر والوں کے ساتھ خوش طبعی سے پیش آنا، اپنے اہل خانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا اور گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں ایک بہتر گھرانہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

سوال 3 رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی اہل محلہ سے کیسا رویہ رکھنے کا درس دیتی ہے؟

جواب: حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا محلے کے لوگوں سے برتاؤ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی نہ صرف انفرادی حسنِ اخلاق اور پاکیزہ کردار اپنانے میں رہنمائی کرتی ہے، بلکہ معاشرے کی بہتر سے بہتر طور پر تشکیل اور باہمی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے خاندان، محلہ اور پڑوس کے ساتھ حسن سلوک پر بھی زور دیتی ہے۔ چنانچہ معاشرتی معاملات میں رشتہ داروں، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنا ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، ان کو تحفہ تحائف بھیجنا، طبع پرسی کرنا، تعزیت کرنا، ایک دوسرے کو دعوت دینا، معاشرے کے نادار لوگوں کے کام آنا، دشمنوں سے بھی نیکی کرنا وغیرہ خصائل مبارک میں سے تھے اور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی تعلیمات میں ان چیزوں کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ "پڑوسی" کے حقوق بیان فرماتے ہوئے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر قرض مانگے تو اسے قرض دے دو اور اگر وہ عیب دار ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایے کو تکلیف دینا ایمان کی سلامتی کے لئے خطرہ بتایا ہے، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۰۱۸)

ترجمہ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو، اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (رواہ مسلم: ۴۶)

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کے شرور سے محفوظ نہ ہو۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: پچھلے صفحات پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

www.Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ج (۵) سیرتِ طیبہ : مناقبِ اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 حضور اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو قرآن کریم میں کہا گیا ہے:
(الف) امہات المؤمنین (ب) امہات المسلمین (ج) اخوات المؤمنین (د) سیدات المسلمین

02 اہل بیت کے لغوی معنی ہیں:
(الف) بیت لکھنے والے (ب) شاعری کرنے والے (ج) گھر والے (د) ایمان والے

03 حضور اکرم ﷺ سے نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر تھی:
(الف) 25 سال (ب) 30 سال (ج) 35 سال (د) 40 سال

04 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات 65 برس کی عمر میں ہوئی:
(الف) نبوت کے 7 ویں سال (ب) نبوت کے 9 ویں سال (ج) نبوت کے 10 ویں سال (د) نبوت کے 12 ویں سال

05 ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹی تھیں:
(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی (ج) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی (د) ابوسفیان کی

06 نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا:
(الف) رمضان سنہ 11 نبوت (ب) شوال سنہ 11 نبوت (ج) رمضان سنہ 13 نبوت (د) شوال سنہ 13 نبوت

07 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی:
(الف) رمضان سنہ 11 نبوت (ب) شوال سنہ 11 نبوت (ج) رمضان ایک ہجری (د) شوال ایک ہجری

08 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا:
(الف) 7 رمضان 40 ہجری (ب) 17 رمضان 50 ہجری (ج) 17 رمضان 57 ہجری (د) 7 رمضان 63 ہجری

09 ام المساکین کہا جاتا تھا:
(الف) ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو (ب) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو
(ج) ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو (د) ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو

10 آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں:
(الف) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ب) ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
(ج) ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا (د) ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

www.Perfect24u.com

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

11 ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام تھا:
(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ج) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (د) ابوسفیان

12 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام تھا:
(الف) ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (ب) ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا
(ج) ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا (د) ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

13 حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد ان کے بطن سے تھی:
(الف) ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (ب) ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا
(ج) ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (د) ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

14 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے:
(الف) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (ب) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (ج) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (د) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

15 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی:
(الف) ابوابراہیم (ب) ابوعبداللہ (ج) ابوالقاسم (د) صادق و امین

16 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تقریباً:
(الف) دو سال کی عمر میں (ب) تین سال کی عمر میں (ج) چار سال کی عمر میں (د) پانچ سال کی عمر میں

17 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں:
(الف) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (ج) حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (د) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

18 حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی:
(الف) 2 ہجری میں (ب) 5 ہجری میں (ج) 8 ہجری میں (د) 9 ہجری میں

19 حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں دوسری صاحبزادی تھیں:
(الف) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (ج) حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (د) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

20 حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی:
(الف) 2 ہجری میں (ب) 5 ہجری میں (ج) 8 ہجری میں (د) 9 ہجری میں

21 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا رحلت فرمائی:
(الف) 2 ہجری میں (ب) 5 ہجری میں (ج) 8 ہجری میں (د) 9 ہجری میں

22 زہراء، بتول اور سیدۃ النساء العالمین آپ رضی اللہ عنہا کے القاب ہیں:
(الف) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (ج) حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (د) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

23 جنت کی عورتوں کی سردار ہیں:
(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
(ج) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (د) حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

24 ان کو فاتح خیبر کہا جاتا ہے:
(الف) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ (ب) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ (د) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

25 ابوتراب کی کنیت سے مشہور ہوئے:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ (ب) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ (ج) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (د) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

26 35 ہجری میں مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے:

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ج) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (د) حضرت علی رضی اللہ عنہ

27 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا دارالحکومت بنایا:

(الف) مدینہ منورہ کو (ب) کوفہ کو (ج) بغداد کو (د) دمشق کو

28 حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن ابن ملجم ملعون نے شہید کیا:

(الف) 21 رمضان 41 ہجری (ب) 5 ربیع الاول 49 ہجری

(ج) 10 محرم الحرام 61 ہجری (د) 18 ذوالحج 35 ہجری

29 حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات فرمادیا:

(الف) ایک بار (ب) دوبار (ج) تین بار (د) چار بار

30 حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو یوم شہادت ہے:

(الف) 21 رمضان 41 ہجری (ب) 5 ربیع الاول 49 ہجری

(ج) 10 محرم الحرام 61 ہجری (د) 18 ذوالحج 35 ہجری

31 ابوعبداللہ کنیت تھی:

(الف) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ (ب) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (د) حضرت زین العابدین

32 سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی:

(الف) تین سال (ب) چار سال (ج) پانچ سال (د) سات سال

33 حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی کربلا میں 10 محرم الحرام سن:

(الف) 49 ہجری (ب) 56 ہجری (ج) 59 ہجری (د) 61 ہجری

34 حضرت امام حسین کا روضہ مبارک ہے:

(الف) دمشق میں (ب) کربلا میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ میں

جوابات

1.	(الف)	6.	(ب)	11.	(ب)	16.	(الف)	21.	(د)	26.	(د)	31.	(ج)
2.	(ج)	7.	(د)	12.	(ج)	17.	(د)	22.	(الف)	27.	(ب)	32.	(د)
3.	(د)	8.	(ج)	13.	(الف)	18.	(ج)	23.	(ب)	28.	(الف)	33.	(د)
4.	(ج)	9.	(د)	14.	(ب)	19.	(ب)	24.	(ب)	29.	(ج)	34.	(ب)
5.	(الف)	10.	(ب)	15.	(ج)	20.	(الف)	25.	(الف)	30.	(ب)		

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 حدیث کی روشنی میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اہل بیت اطہار سے محبت و عقیدت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: حدیث الکساء: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور انہیں ایک چادر لے کر ان کے اندر داخل فرمایا اور دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۳۸۷۱)

ترجمہ: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے نجاست دور فرما اور انہیں پاک کر دے۔

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کے قریب گزرتے تو نماز کے لیے بلاتے:

اَلصَّلٰوۃُ اَھْلَ الْبَیْتِ یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ۔

نماز اے اہل بیت اللہ تم سے نجاست دور فرمائے۔ (سنن ترمذی حدیث نمبر: ۳۲۰۶)

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔ وہ کتاب اللہ اور میری اہل بیت ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۷۸۶)

ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ کتاب کے لیے ترغیب دی پھر فرمایا اور میرے اہل بیت ہیں میں آپکو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا رہا ہوں۔ یہ الفاظ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تین بار دہرائے پھر حصین نے حضرت زید سے پوچھا: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کون ہیں، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ تو حضرت زید نے جواب دیا: آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت ہیں، لیکن آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے علاوہ صدقہ حرام ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۲۲۵)

سوال 2 امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: قرآن مجید نے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو امہات المومنین (تمام مومنین کی مائیں) قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّھٰتُھُمْ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۶)

ترجمہ: اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ازواج مطہرات:

۱۔ **ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:** حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ہیں۔ ان کی حیات میں آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دوسری شادی نہیں کی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تمام اولاد انہی کی بطن سے تھی' سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔ حضرت مریم بنت عمران' حضرت آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون' حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ بنت حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری دولت اسلام اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے وقف کر دی۔ ۶۵ سال کی عمر میں سنہ ۱۰ نبوت میں ان کی وفات ہوئی' ان کی دینِ اسلام کے لیے بے مثال خدمات ہیں۔

۲۔ **ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا:** نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سے شوال سنہ ۱۱ نبوت میں نکاح کیا۔ ہجرت کے سات مہینے بعد شوال ۱ ہجری میں آپ کی رخصتی ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امت کی سب سے زیادہ فقیہ عورتوں میں شامل ہیں۔ نہایت بہادر اور دلیر تھیں۔ غزوہ احد میں رسول اللہ کے زخم صاف کیے۔ زخمی غازیوں کو پانی پلاتی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا ۱۷ رمضان ۵۷ ہجری کو انتقال ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۳۔ **ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:** رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سے رمضان ۳ ہجری میں نکاح فرمایا۔ انہیں "ام المساکین" کہا جاتا تھا کیونکہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلاتی تھیں۔

۴۔ **ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:** آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ ذوالقعدہ ۵ ہجری میں سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سے شادی کی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور خوب صدقہ کرنے والی عورت تھیں۔ ۵۳ سال کی عمر میں سنہ ۲۰ ہجری میں ان کی وفات ہوئی اور بقیع میں دفن کیا گیا۔ ان کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات

۵۔	ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا'	۶۔	ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا'
۷۔	ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا'	۸۔	ام المومنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا'
۹۔	ام المومنین حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا'	۱۰۔	ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا'

۱۱۔ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا اور حضرت ماریہ قبطیہ بھی تھیں جنہوں نے شاہ مصر مقوقس نے تحفہ میں بھیجا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سب ازواج مطہرات آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے ہدایت و رہنمائی کے روشن مینار ہیں۔

اہل بیت (اولاد): حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اولاد مبارک جو سب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں' ان کا مختصر تذکرہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سب سے بڑے صاحب زادے تھے' انہی کی نسبت سے حضور کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ تقریباً دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں جو اعلان نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ ۸ھ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی اور جنت البقیع' مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اولاد میں دوسری صاحبزادی تھیں۔ ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے موقع پر آپ

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور اسی سال سنہ ۲ ہجری کی رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ نبوت سے کچھ عرصہ قبل پیدا ہوئیں۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے شعبان ۹ ھ میں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا کا نام فاطمۃ اور لقب الزہراء ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا تمام مسلمانوں کے نزدیک ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت ۲۰ جمادی الثانی بروز جمعہ مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مشہور القاب میں "زہراء" اور "سیدۃ نساء العالمین" (تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار) اور "بتول" ہیں۔ مشہور کنیت ام الائمہ اور ام الحسنین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مشہور ترین لقب سیدہ نساء العالمین ایک مشہور حدیث کی وجہ سے پڑا جس میں حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو فرمایا کہ "وہ دنیا اور آخرت میں عورتوں کی سیدہ (سردار) ہیں۔" (صحیح البخاری:۱۰۸:۳)

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی امیر المومنین شیر خدا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی جن سے دو صاحبزادے حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا محسن رضی اللہ عنہم اور دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ زینب اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رحلت اپنے والد حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی رحلت کے کچھ ماہ بعد ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بطن سے دوسرے صاحبزادے تھے جو بچپن میں ہی وفات پاگئے تھے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے صاحبزادے تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے جو بچپن میں ہی وفات پاگئے اور البقیع میں مدفون ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین رضی اللہ عنھن سے خطاب فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں (بلکہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے تعلق کی بناء پر تمہاری شان اور مقام بہت بلند ہے)

چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن، آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اولاد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خاندان جو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہیں "اہل بیت" کا شرف رکھتے ہیں۔ اہل بیت کے متعلق قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۳)

ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل و عیال کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے۔ (کنز العمال:۴۰:۱۰)

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال ۱: مناقب کے معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: مناقب کا معنی اور مفہوم: مناقب عربی زبان کا لفظ ہے اس کا واحد "مَنْقَبَةٌ" ہے جس کے معنی تعریف، اچھے کام، خوبیاں اور فضائل کے آتے ہیں۔ اصطلاح میں

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کسی مشہور شخصیت کے کارناموں اور فضائل کو "مَنْقَبَةٌ" کہا جاتا ہے۔ چاہے وہ نثر میں ہو یا نظم میں' اہل بیت' بزرگان دین اور اصحاب کرام کی ثنا' اوصاف اور تعریفیں۔

سوال 2 اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

جواب: اہلِ بیت: "اھل" عربی زبان میں "والے یا والا" کو کہتے ہیں اور "بیت" "گھر" کو کہتے ہیں چنانچہ اہل بیت کے معنی ہوئے "گھر والے"۔ قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق "اہل بیت" سے مراد حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آل پاک' ازواج مطہرات اور اولاد شامل ہیں۔ ازواج مطہرات کی تعداد گیارہ ہے جن میں سے دو آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہی میں وفات پا گئی تھیں اور نو ازواج مطہرات زندگی کے آخری ایام تک آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ موجود تھیں۔

سوال 3 اہل بیت کے حقوق تحریر کریں۔

جواب: اہلِ بیت کے حقوق: جس طرح ہمارے ماں باپ' رشتہ دار اہل قرابت ہیں اسی طرح رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کے حقوق ہیں ان میں سے کچھ حقوق درج ذیل ہیں۔

۱- ان حضرات سے محبت رکھی جائے۔

۲- ان حضرات کی اطاعت کی جائے۔

۳- ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔

۴- ان کے محبین سے محبت اور مبغضین سے بغض رکھا جائے۔

ہمیں چاہیے کہ اہل بیت سے محبت کریں ان کی سیرت کو اپنا مشعل راہ بنائیں اور ان کے نقش قدم پر چلیں تا کہ قیامت کے دن رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا قرب اور شفاعت نصیب ہو اور دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب کر سکیں۔

سوال 4 حدیث الکساء کی روشنی میں اہل بیت اطہار کے اسماء گرامی تحریر کریں۔

جواب: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فاتح خیبر ہیں اور "ابوتراب" کی کنیت سے مشہور ہوئے' آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح کہ حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہجرت کی رات آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو اپنا نائب مقرر کیا اور ۳۵ ہجری میں مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے' آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا جہاں ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن ابن ملجم ملعون کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ عراق کے شہر نجف اشرف میں مدفون ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ:

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ - (صحیح بخاری، حدیث: ۳۰۳۹)

ترجمہ: فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ کی ۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری میں ولادت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان، فضیلت اور منقبت میں بے شمار احادیث بیان ہوئی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد سخی تھے۔ آپ نے تین بار اپنا آدھا آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات فرما دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات و شہادت ۵ ربیع الاول ۴۹ ہجری ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ: نواسۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا، نوجوانانِ جنت کے سردار، کربلا کے قافلہ سالار، حق و صداقت کے علم بردار، سبطِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چہیتے نواسے، شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے عظیم فرزند اور دوسرے صاحبزادے ہیں۔ ابو عبداللہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت، سید، طیب، مبارک، سبط النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، ریحانۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور نواسۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ آپ رضی اللہ عنہ کے القابات ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تقریباً سات سال تک سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے غیر معمولی محبت و شفقت فرماتے تھے، امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بے حد فیاض، نہایت متقی، عبادات گزار اور کثرت کے ساتھ نیک عمل کرنے والے تھے۔ سخاوت، مہمان نوازی، غرباء پروری، اخلاق و مروت، حلم و تواضع اور صبر و تقویٰ آپ رضی اللہ عنہ کی خصوصیاتِ حسنہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نماز سے بے حد شغف تھا۔ اکثر روزے سے رہتے۔ حج و عمرہ کی ادائیگی کا ذوق اتنا کہ متعدد حج پا پیادہ ادا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری میں کربلا میں ہوئی آپ رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک عراق کے شہر "کربلا" میں واقع ہیں۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے لیے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرتے ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۷۷۵)

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی قرابت کی وجہ سے اہل بیت اطہار تمام مسلمانوں کے لیے قابل تعظیم و توقیر ہیں۔ علماء کرام نے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت، عزت و توقیر کو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت و توقیر کے مترادف قرار دیا ہے۔ ان کی زندگی اور تعلیمات کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھتے ہیں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 136 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 اور 2 ملاحظہ کیجیے

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ج (۲) سیرتِ طیبہ : مناقبِ صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ کرام رضی اللہ عنہم

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 عشرہ مبشرہ کے معنی ہیں:
(الف) دس دوست (ب) دس ساتھی
(ج) دس عمل (د) خوشخبری سنائے جانے والے دس آدمی

02 صحابی وہ ہے جس نے ایمان کی حالت میں حضور اکرم ﷺ سے:
(الف) ملاقات کی ہو (ب) تجارت کی ہو (ج) دوستی کی ہو (د) مواخات کی ہو

03 حدیث شریف میں سب سے بہتر زمانہ قرار دیا گیا ہے:
(الف) موجودہ زمانہ کو (ب) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ کو
(ج) بعثت سے قبل کے زمانہ کو (د) آخرت کے زمانہ کو

04 صحابی عربی زبان کے لفظ "صحب" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں:
(الف) دوستی (ب) رشتہ (ج) تعلق (د) رفاقت

05 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ہے:
(الف) عبداللہ بن قیس (ب) عبداللہ بن ثابت (ج) عبداللہ بن قحافہ (د) عبداللہ بن عباد

06 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ "صدیق" کہلائے:
(الف) نبوت کی تصدیق کرنے پر (ب) ہجرت میں ساتھ دینے پر
(ج) سچ بولنے پر (د) معراج کی تصدیق کرنے پر

07 امت کے پہلے خلیفہ راشد ہیں:
(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ج) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (د) حضرت علی رضی اللہ عنہ

08 63 برس کی عمر میں 13 ہجری کو انتقال ہوا:
(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ج) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (د) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

09 حضور اکرم ﷺ کی دعا سے مسلمان ہوئے:
(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

10 حق و باطل میں فرق کرنے کی وجہ سے "فاروق" کہلائے:

(الف) حضرت علی ؓ (ب) حضرت عثمان ؓ
(ج) حضرت زبیر بن عوام ؓ (د) حضرت عمر ؓ

11 آپ ؓ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قرآن مجید جمع کروایا:

(الف) حضرت علی ؓ (ب) حضرت عمر ؓ
(ج) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ (د) حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ

12 آپ ؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ راشد بنے:

(الف) حضرت عمر ؓ (ب) حضرت علی ؓ
(ج) حضرت ابوبکر صدیق ؓ (د) حضرت عثمان بن عفان ؓ

13 دس برس خلیفہ رہنے کے بعد ایک مجوسی ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھوں شہید ہوئے:

(الف) حضرت عثمان ؓ (ب) حضرت علی ؓ (ج) حضرت عمر ؓ (د) حضرت ابوبکر صدیق ؓ

14 یہ دو صحابہ کرام ؓ روضہ رسول کریم ﷺ میں مدفون ہیں:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ (ب) حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عثمان ؓ
(ج) حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ (د) حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ

15 رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی کے انتقال کے بعد دوسری بیٹی سے نکاح ہونے کی وجہ سے "ذوالنورین" کہلائے:

(الف) حضرت علی ؓ (ب) حضرت عثمان ؓ
(ج) حضرت زبیر بن عوام ؓ (د) حضرت عمر ؓ

16 دین اسلام کے لئے اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے "غنی" کہلائے:

(الف) حضرت ابوبکر ؓ (ب) حضرت عمر ؓ
(ج) حضرت عثمان بن عفان ؓ (د) حضرت علی ؓ

17 آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناشر القرآن اور اسلام کے تیسرے خلیفہ راشد ہیں:

(الف) حضرت عمر ؓ (ب) حضرت عثمان ؓ (ج) حضرت علی ؓ (د) حضرت زبیر بن عوام ؓ

18 آپ ؓ نے بئر رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا:

(الف) حضرت زبیر بن عوام ؓ (ب) حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ
(ج) حضرت سعید بن زید ؓ (د) حضرت عثمان بن عفان ؓ

19 آپ ؓ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے گھر میں 18 ذی الحج 35 ہجری میں شہید کئے گئے:

(الف) حضرت عثمان ؓ (ب) حضرت علی ؓ
(ج) حضرت عمر ؓ (د) حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ

20 آپ ؓ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں:

(الف) حضرت عثمان ؓ (ب) حضرت عمر ؓ (ج) حضرت علی ؓ (د) حضرت زبیر بن عوام ؓ

21 آپ ؓ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی:

(الف) حضرت علی ؓ (ب) حضرت عثمان ؓ
(ج) حضرت زبیر بن عوام ؓ (د) حضرت عمر ؓ

22 حضرت علی ؓ مدفون ہیں:

(الف) مدینہ منورہ میں (ب) نجف اشرف میں (ج) کوفہ میں (د) دمشق میں

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

23 جود وسخا اور فیاضی کی وجہ سے "طلحۃ الخیر" اور "طلحۃ الفیاض" کے لقب سے مشہور ہیں:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ　(ب) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ　(د) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

24 آپ رضی اللہ عنہ 36 ہجری میں جنگِ جمل کے موقعہ پر شہید ہو گئے اور بصرہ عراق میں مدفون ہیں:

(الف) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ　(ب) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ　(د) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

25 آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں:

(الف) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ　(ب) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ　(د) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

26 اسلام کے لئے سب سے پہلے تلوار چلائی:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ　(ب) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ　(د) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

27 حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے مشہور ہیں:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ　(ب) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ　(د) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

28 غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے فرمایا "میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔"

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ　(ب) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ　(د) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

29 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایران فتح کیا:

(الف) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے　(ب) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
(ج) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے　(د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے

30 حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا نام ہے:

(الف) عبداللہ بن قحافہ　(ب) عبداللہ بن عامر　(ج) عامر بن عبداللہ　(د) عبداللہ بن قیس

31 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "امین ھذہ الامۃ (اُمت کا امین)" کا لقب عطا فرمایا:

(الف) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو　(ب) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو
(ج) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو　(د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو

32 18 ہجری کو طاعون کے مرض میں جابیہ کے مقام پر رحلت فرمائی:

(الف) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے　(ب) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے
(ج) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے　(د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے

جوابات

1.	(د)	5.	(ج)	9.	(ب)	13.	(ج)	17.	(ب)	21.	(الف)	25.	(الف)	29.	(الف)
2.	(الف)	6.	(د)	10.	(د)	14.	(الف)	18.	(د)	22.	(ب)	26.	(ب)	30.	(ج)
3.	(ب)	7.	(الف)	11.	(ب)	15.	(ب)	19.	(الف)	23.	(د)	27.	(ب)	31.	(ج)
4.	(د)	8.	(ج)	12.	(الف)	16.	(ج)	20.	(ج)	24.	(ج)	28.	(د)	32.	(ب)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: صحابی عربی زبان کے لفظ "صحب" سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی "رفاقت" کے ہیں، اصطلاح میں صحابی اس شخصیت کو کہا جاتا ہے، جس نے ایمان کی حالت میں آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے ملاقات کی ہو اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس کی وفات ہوئی ہو۔

ایسی بابرکت ہستیاں جن کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ روئے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کے باقی تمام لوگوں میں اعلیٰ شان اور بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔

فضائل صحابہ: حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ

طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ (میزان الاعتدال للذہبی ج۱ ص ۲۲۲)

ترجمہ: اس شخص کے لیے بڑی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا، اور اس کے لیے بھی جس نے ایسے آدمی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہو۔

اس حدیث میں صحابی اور تابعی کو آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خوشخبری سنائی ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۶۶۹۵)

حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جن کے ذریعے ہم تک قرآن و سنت اور پورا دین پہنچا ہے۔ ان کی قربانیوں کے ذریعے دین اسلام کے کونے کونے تک پہنچا۔ اس لیے ہر مسلمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنا اور دل میں ان کی عزت و احترام رکھنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اپنی رضامندی کا اعلان فرمادیا، ارشاد پاک ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۃ التوبہ، آیت: ۱۰۰)

ترجمہ: انصار، مہاجرین اور ان کے پیروکار جو ایمان میں سبقت کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

مناقب صحابہ رضوان اللہ اجمعین: جناب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے بابرکت صحبت کی بدولت وہ عظیم شخصیات اپنے بلند مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ بعد والوں میں کوئی ان کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا اور کسی نبی سے ملے بغیر کوئی صحابی نہیں بن سکتا۔ وہ اس دور میں گزرے ہیں جس دور کو آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے "بہترین زمانہ" فرمایا ہے۔ (بخاری: ۳۶۵۱)

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکباز جماعت سے دلی جماعت اور عقیدت رکھنا عین ایمان ہے جبکہ ان کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے: میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہنا کیوں کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے گا تو بھی وہ ان کے ایک "مُد" کے برابر نہیں پہنچ گا، نہ ہی آدھے مُد کے برابر (بخاری: ۳۶۷۳/ ۲۲۲)۔ ایک مُد (صاع کے چوتھے حصے کو کہا جاتا ہے جو ۵۶۸۔۰ سے ۹۶۰ گرام کا ہوتا ہے)۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سوال 2 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کریں۔

جواب: ایسی بابرکت ہستیاں جن کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ روئے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کے باقی تمام لوگوں میں اعلیٰ شان اور بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔

فضائل صحابہ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ (میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۲۲)

ترجمہ: اس شخص کے لیے بڑی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لیے بھی جس نے ایسے آدمی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہو۔

اس حدیث میں صحابی اور تابعی کو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خوشخبری سنائی ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۲۶۵۱)

حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جن کے ذریعے ہم تک قرآن وسنت اور پورا دین پہنچا ہے۔ ان کی قربانیوں کے ذریعے دین اسلام کے کونے کونے تک پہنچا۔ اس لیے ہر مسلمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنا اور دل میں ان کی عزت و احترام رکھنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اپنی رضامندی کا اعلان فرمادیا، ارشاد پاک ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٠٠

(سورۃ التوبہ، آیت: ۱۰۰)

ترجمہ: انصار، مہاجرین اور ان کے پیروکار جو ایمان میں سبقت کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 صحابی کے لفظی و اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

جواب: صحابی عربی زبان کے لفظ "صحب" سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی "رفاقت" کے ہیں۔ اصطلاح میں صحابی اس شخصیت کو کہا جاتا ہے، جس نے ایمان کی حالت میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ملاقات کی ہو اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس کی وفات ہوئی ہو۔

سوال 2 عشرہ مبشرہ کے لفظی معنی بتائیں۔

جواب: **عشرہ مبشرہ:** عربی زبان میں "عَشَرَۃٌ" کے معنی دس ہے جبکہ "مُبَشَّرَۃٌ" لفظ بشارۃ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں: بشارۃ دیا ہوا۔ "عشرہ مبشرہ" سے مراد وہ دس جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت فرمائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ فرمایا:

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۳۷۴۷)

ترجمہ: ابوبکر جنت میں ہوگا' عمر جنت میں ہوگا' عثمان جنت میں ہوگا' علی جنت میں ہوگا' طلحہ جنت میں ہوگا' زبیر جنت میں ہوگا' عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہوگا' سعد جنت میں ہوگا' سعید جنت میں ہوگا' ابوعبیدہ بن الجراح جنت میں ہوگا۔

سوال 3: عشرہ مبشرہ کے نام تحریر کریں۔

جواب: عشرہ مبشرہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (2) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (3) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
(4) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (5) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ (6) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
(7) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (8) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (9) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
(10) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

ان سب کا مختصر اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

۱- **حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:** آپ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ ہے' مرد حضرات میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں' آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کے والد' اولاد اور بیوی تمام صحابہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سفر و حضر کے ساتھی اور یارِ غار ہیں۔ سفرِ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے "صدیق" کہلائے' امت کے پہلے خلیفہ راشد ہیں' آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۳ ہجری میں ۶۳ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور روضہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں مدفون ہیں۔

۲- **حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ:** حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعا سے آپ رضی اللہ عنہ مشرف با اسلام ہوئے' حق و باطل میں فرق کرنے کی وجہ سے "فاروق" کہلائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جمع کروایا۔ اسلام کے دوسرے خلیفہ بننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کو مضبوط کیا اور فلاحِ انسانیت کے کام کیے' مسجد الحرام اور مسجد النبوی کو کشادہ کروایا۔ دس برس خلیفہ رہنے کے بعد ابولؤلؤ فیروز مجوسی کے ہاتھوں شہید ہوئے اور روضہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں مدفون ہیں۔

۳- **حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دو شہزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے (ایک کی رحلت کے بعد دوسرا نکاح کیا) "ذوالنورین" کہلاتے ہیں۔ جبکہ دین کے لیے اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے "غنی" کہلائے۔ آپ رضی اللہ عنہ ناشر القرآن اور اسلام کے تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے بئر رومہ خرید کر وقف فرمایا اور کئی مواقع پر مالی امداد فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد حیادار اور رحم دل شخصیت کے مالک تھے' آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے گھروں میں ۱۸ ذوالحج ۳۵ ہجری میں شہید کر دیے گئے۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۴- **حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا؛ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فاتح خیبر ہیں اور "ابوتراب" کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ۳۵ ہجری میں مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا جہاں ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ عبدالرحمن ابن ملجم ملعون کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ عراق کے شہر نجف اشرف میں مدفون ہیں۔

۵- **حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین فی الاسلام میں سے ایک ہیں۔ آپ جود و سخا اور فیاضی کی وجہ سے طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے لقب سے مشہور ہیں۔ بدر کے موقع پر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریش

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کے قافلہ کی خبر گیری کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد تمام غزوات میں شامل رہے' ۳۶ھ میں جنگ جمل کے موقعہ پر شہید ہو گئے اور بصرہ عراق میں مدفون ہیں۔

۶۔ **حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں' آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد شجاع اور دلیر تھے اسلام کے لیے سب سے پہلے تلوار چلائی "حواری رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ" کے لقب سے مشہور ہیں۔ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگ جمل کے بعد بصرہ کے قریب عمرو بن جرموز کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور بصرہ عراق میں مدفون ہیں۔ رحلت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۷ برس تھی۔

۷۔ **حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں' ابتدا میں عبدالکعبہ یا عبد عمرو کے نام سے موسوم تھے' جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ رضی اللہ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائی اور مدینہ منورہ میں حضرت سعد بن ربیع انصاری کے مواخاتی بھائی بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے پیشہ تجارت میں بے حد برکت دی تھی' صدقہ خیرات اور راہ حق میں دل سے خرچ کرتے تھے۔ ۳۲ھ میں ۷۵ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۸۔ **حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام مالک تھا اس لیے سعد بن مالک کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ ۱۷ برس کی عمر میں اسلام لائے اور سابقین اولین میں شمار ہوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بدلہ لینے اور جوابی کارروائی کی اجازت نہ تھی تاہم آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ کے شانے کی ہڈی سے ایک مشرک کا سر پھوڑنے والے پہلے شخص ہیں' آپ رضی اللہ عنہ ماہر تیر انداز تھے' غزوہ اُحد میں جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں فرمایا:

يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث: ۴۰۹۵)

میرے ماں باپ تجھ سے قربان' سعد! تیر پھینکتے رہو۔

آپ رضی اللہ عنہ عظیم فاتح اور بڑے جرنیل تھے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایران فتح کیا۔ مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع وادی عقیق پر اپنے گھر میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

۹۔ **حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ کے والد زید اسلام سے قبل بھی دین حنیف کے پیروکار تھے اور کفریہ و مشرکانہ عقائد کے ساتھ ہر قسم کے فسق و فجور سے دور رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں ایمان قبول کیا اور پھر ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت خطاب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن) نے بھی اسلام قبول کیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سختی کی تھی۔ غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ قریش کے قافلہ کا تعاقب کرنے کے لیے نکلے تھے' بقیہ تمام غزوات اور جنگوں میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں جو دمشق کے گورنر بنے' آخر عمر میں آپ رضی اللہ عنہ نے زہد و قناعت پسندی کی وجہ سے مدینہ منورہ کے قریب وادی عقیق میں سکونت اختیار کی اور وہیں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

۱۰۔ **حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ:** آپ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے' آپ رضی اللہ عنہ کے والد چونکہ ان کے ہاتھوں حالت کفر میں قتل ہوئے' اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں' جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو "امین ھٰذہ الامۃ" (اس امت کا امین) لقب عطا فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام غزوات اور اہم واقع میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دمشق' شام و فلسطین کی فتح میں بے حد جدوجہد کی' بعد میں آپ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر مقرر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت سادگی پسند اور قانع تھے۔ ۱۸ھ کو طاعون کی وبا سے دمشق کے قریب جابیہ مقام پر رحلت فرمائی اور وہاں ہی مدفون ہیں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 144 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

د (۱) اخلاق وآداب : علم کی اہمیت اور فضیلت

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 حضور کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں:

(الف) علماء کرام (ب) اولیاء کرام (ج) اساتذہ کرام (د) طلباء کرام

02 علم کے لغوی معنی ہیں:

(الف) جاننے اور آگاہ ہونا (ب) حاصل کرنا (ج) پاک ہونا (د) خبر دینا

03 انسان کے حواس خمسہ اور عقل کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت کو جاننے کا نام ہے:

(الف) وحی (ب) خواب (ج) علم (د) الہام

04 حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد سب سے پہلے جو چیز آپ علیہ السلام کو عطا ہوئی وہ تھا/تھی:

(الف) جنت (ب) اولاد (ج) آسمانی کتاب (د) علم

05 حدیث پاک ہے کہ ایک سمجھ والا عالم، شیطان پر زیادہ بھاری ہے:

(الف) دس عابدوں سے (ب) سو عابدوں سے (ج) پانچ سو عابدوں سے (د) ہزار عابدوں سے

06 ایک حدیث کے مطابق اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے:

(الف) دولت (ب) علم (ج) تقویٰ (د) جائیداد

جوابات

1.	(الف)	2.	(الف)	3.	(ج)	4.	(د)	5.	(د)	6.	(ب)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 علم کی اہمیت وفضیلت وافادیت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے شمار انعامات واحسانات ہیں اور انسانوں کے اوپر جو خاص نعمتیں اور نوازشیں ہیں اُن میں سے علم کا عطا کرنا سب سے بڑی نعمت اور احسان ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد سب سے پہلے جو چیز آپ کو عطا ہوئی وہ علم تھا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرۃ، آیت: ۳۱)

ترجمہ: اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیے۔

علم کی اہمیت وفضیلت قرآن کی روشنی میں: رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر اسے علم وعقل سے نوازا۔ علم کے ذریعے ہی انسان کے لیے ساری کائنات مسخر کردی گئی۔ علم ہی کی وجہ سے انسان کو تمام باقی مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔ علم ہی انسان کے لیے عظمت وشرف کی بنیاد ہے اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ عالم الغیب' علام الغیوب اور علیم بذات الصدور جیسی صفات رکھتا ہے۔ تمام مخلوق کو اس کی ضرورت کا علم عطا کرنے والی ذات بھی وہی ہے۔ جس زمانہ میں عرب میں اسلام کا آغاز ہوا' دنیا علم کی اہمیت سے ناواقف تھی' اسلام نے علم کی قدر وقیمت جتائی اور لوگوں کو تحصیل علم کی رغبت دلائی۔ علم اور اہل علم کی فضیلت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا' اللہ ان کے درجے بلند کردیں گے۔ (سورۃ المجادلۃ، آیت: ۱۱)

یہاں بلندی درجات میں علم کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور دعا کیجیے: اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما دیجیے۔ (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۱۱۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ پس نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔ (سورۃ الزمر، آیت: ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں وہ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں۔

علم کی فضیلت حدیث کی روشنی میں: علم کی فضیلت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں ہو رہی تھیں، ایک حلقہ ذکر تھا اور دوسرا حلقہ علم۔ آپ نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہوگئے اور فرمایا کہ یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرو تو ان سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم کی مجلسیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

آپ ﷺ نے ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصول علم کا عمل جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کو فرض قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ علم میں اضافے کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔

مختصراً رسول اللہ ﷺ نے علم کی فضیلت کو امت پر واضح کر دیا اور خود امت کو اپنے قول و فعل سے تعلیم دی اور دوسروں کو بھی علم کی ترویج و اشاعت کرنے کے لیے کہا تھا۔

علم اور اہل علم کی فضیلت میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (سنن ترمذی، حدیث: ۲۶۸۲)

ترجمہ: اہل علم ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

ایک سمجھ والا عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۲۲)

آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۴)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔

علم و اخلاق کے زیر سایہ اگر بہتر تربیت کا اہتمام ہو تو انسان میں اچھے برے کی تمیز، صحیح اور غلط کا امتیاز، خالق و مالک کی پہچان، اس کی مخلوق سے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اور وہ سیرت و کردار کے اعتبار سے باوقار اور کارآمد فرد بن جاتا ہے اس لیے اسلام میں علم حاصل کرنا فرض شمار کیا گیا ہے۔ جبکہ اپنے ماتحتوں اولاد اور اہل خانہ کی اخلاقی تربیت کی ذمہ داری بھی ہمارے اوپر لازم کی گئی ہے۔ اس لیے علم و اخلاق کو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تصور کیا جاتا ہے بلکہ اخلاق دیگر تمام تر صفات کی بنیاد علم ہے جسے ہر صورت فوقیت دینا ایک مسلمان کا پہلا فریضہ ہونا چاہیے۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 علم کے معنی اور مفہوم کیا ہیں؟

جواب: **علم کے معنی و مفہوم:** ''علم'' کے لغوی معنی جاننے اور آگاہ ہونے کے ہیں جبکہ تعلیم کا لفظ دوسروں کو علم دینے اور سکھلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح میں ''انسان کا حواس خمسہ اور عقل کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت کو جاننے کا نام علم ہے۔''

سوال 2 علم کی اہمیت سے متعلق قرآن کریم کی کوئی ایک آیت اور اس کا ترجمہ بیان کریں۔

جواب: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

ترجمہ: کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ پس نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔ (سورۃ الزمر، آیت: ۹)

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر ''✓'' کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 151 پر ''کثیر الانتخابی سوالات'' کے سوال نمبر 1 ملاحظہ کیجئے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

د (۲) اخلاق و آداب : اسلام میں خاندان کی اہمیت

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 تمام رشتوں ناطوں میں سے اہم رشتہ ہے:
(الف) ماں باپ کا (ب) میاں بیوی کا (ج) بہن بھائی کا (د) استاد شاگرد کا

02 خاندان کی خوبصورتی ہے:
(الف) نعمت/افرادِ خانہ (ب) دولت (ج) اولاد (د) وراثت

03 جن رشتوں سے نکاح نہیں ہوسکتا وہ کہلاتے ہیں:
(الف) دوست (ب) محرم (ج) پڑوسی (د) قریبی رشتے دار

04 انسان کی تمدنی زندگی کی سب سے پہلی کڑی ہے:
(الف) خاندانی زندگی (ب) پڑوس (ج) شہری زندگی (د) دوستی

05 معاشرے کا بنیادی جز ہے:
(الف) پڑوس (ب) دیہات (ج) شہر (د) خاندان

06 قرآن مجید نے "احصان" (یعنی قلعہ بند ہو کر محفوظ ہوجانا) کا نام دیا ہے:
(الف) خاندان کو (ب) رشتہ ازدواج کو (ج) امتِ مسلمہ کو (د) اسلامی حکومت کو

07 حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو بہتر ہو:
(الف) غریبوں کے لئے (ب) مسافروں کے لئے (ج) اپنے گھر والوں کے لئے (د) دوستوں کے لئے

08 خاندان کی رونق ہے:
(الف) اولاد (ب) بیوی/شوہر (ج) نانا/نانی (د) دادا/دادی

جوابات

1.	(الف)	2.	(ج)	3.	(ب)	4.	(الف)	5.	(د)	6.	(ب)	7.	(ج)	8.	(الف)

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 اسلام میں خاندان کی اہمیت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: **خاندان کی ضرورت واہمیت:** خاندان اور کنبہ سے ہی معاشرتی زندگی کی شروعات ہوتی ہے۔ خاندان کی ابتدا مرد وعورت (شوہر اور بیوی) کے باہمی نکاح سے شروع ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اسلام دونوں مرد وعورت کو مساوی اہمیت دیتا ہے۔ ہر ایک کا دائرہ متعین ہے' اسلام ہر ایک کے حقوق وفرائض کی ادائیگی پر تلقین وتاکید کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ (سورۃ الحجرات:۱۳)

انسانوں کے علاوہ خاندان اور رشتوں ناطوں کا تصور کسی بھی مخلوق میں موجود نہیں' یہ شرف اشرف المخلوقات انسان کو حاصل ہے کہ وہ گھر میں ماں' باپ' دادا' دادی' بہن' بھائیوں اور اولاد کی حیثیت میں عزت واحترام' پیار ومحبت سے پیش آتے ہیں' مرد کما کر لاتا ہے' ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے' اگر ان کے درمیان اَن بن ہو جائے تو خوش دلی سے ان کا تصفیہ کراتا ہے' یہ تمام چیزیں ایک خاندان کی بدولت ظاہر ہوتی ہے اس لیے اسلام نے خاندان کو سماج اور صالح معاشرہ کی زینت بنایا ہے۔

خاندانی نظام کی اہمیت:

-1 **نسل انسانی کی بقاء:** خاندانی نظام یا عائلی زندگی کا مقصد نسل انسانی کی افزائش اور اس کی بقاء ہے۔

-2 **نکاح:** عائلی زندگی مرد وزن کے درمیان نکاح سے شروع ہوتی ہے اور نکاح رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، لہذا معاشرے کا بنیادی ستون خاندان نکاح کے ذریعہ وجود میں آتا ہے۔

-3 **بدکاری سے حفاظت:** خاندانی زندگی سے مرد وعورت دونوں کو پاکیزہ زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہے کیونکہ بدکاری اور زنا کو اللہ نے بہت برا راستہ قرار دیا ہے جس سے معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔

-4 **معاشرے کا استحکام:** کسی معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام اور مرد وعورت کی پاکیزہ عائلی زندگی ہے۔ اس سے معاشرے میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس بنیاد یعنی خاندانی زندگی کو ختم کر دیا جائے تو معاشرہ میں انتشار وفساد پیدا ہو جائے گا۔

-5 **سکون کا ذریعہ:** "اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جانوں سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تاکہ ان سے تم سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی"۔

خاندان سے حسن سلوک: والدین کے بعد قرابت داروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا' بہن بھائی اور وہ رشتہ دار جو ماں باپ کے تعلق سے رشتہ دار بنتے ہیں مثلاً دادا' دادی' نانا' نانی' ماموں' خالہ' پھوپھی' چچا' چچازاد' تایازاد' خالہ زاد' ماموں زاد ان سب کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے اور ان کی مالی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرابت دار بلکہ ہر مسلمان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے' ان کو ایذا دینا حرام ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: (اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دیجیے کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو محتاجوں اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔ (البقرۃ:۲۱۵)

خاندان والوں کے باہمی حقوق: خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے ہر ایک کے لیے لازمی ہے کہ:

- خاندان والوں سے حسن سلوک کرے۔
- محبت وشفقت سے پیش آئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

- مصیبت و پریشانی کے وقت دلجوئی کرے۔ غربت اور تنگ حالی کے وقت مالی مدد کرے۔
- خاندان کے یتیم بچوں کی پرورش اور تربیت کرے۔ خاندان کی خوشی اور غمی میں شرکت کرے۔
- باہمی تعاون کرے (مسائل حل کرنے میں مالی، جسمانی اور نیک مشوروں کی صورت میں تعاون کرے)
- خاندان میں تنازعات کے وقت صلح صفائی کرے۔

سوال 2 شوہر بیوی کے حقوق و فرائض پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: **میاں بیوی کا رشتہ:** انسانیت کی بقاء اور نسل انسانی کا وجود مرد و عورت کے باہمی تعلق سے ہے اور انسانوں کے باہمی تعلقات میں میاں بیوی کے رشتہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جانبین کے والدین کی رضامندی کے بعد ایجاب و قبول اور نکاح کے اعلان سے رشتہ قائم ہوتا ہے اور اس سے عظیم مصالح اور منافع وابستہ ہیں۔ نکاح ہی اچھے خاندان اور پاکیزہ سماج کو جنم دیتا ہے۔ قرآن کریم نے رشتہ ازدواج کو "احصان" کا نام دیا ہے یعنی قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا۔ درحقیقت نکاح ایک معاہدہ ہے جس کے ذریعہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے زندگی کے دوساتھی، دکھ سکھ میں شریک اور ایک دوسرے کے ہمدرد بن جاتے ہیں۔ مشکلات اور مسائل کے حل میں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ زندگی کا سکون اور قلب کا اطمینان بڑی حد تک ان کی خوشگواری اور باہمی الفت و اعتماد کے ذریعے ہوتی ہے۔ جس قدر محبت و الفت زیادہ ہوگی اسی قدر اس کا نتیجہ بھی نفع بخش ہوگا۔ نکاح نسلِ انسانی کے لیے نہ صرف بقا کا سبب ہے بلکہ اس کے ذریعہ آدمی بہت ساری غیر اخلاقی کاموں سے محفوظ رہتا ہے، اولاد پیدا ہوتے ہی ایک نئے خاندان کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے زوجین کے تعلق مزید مضبوط ہو جاتے ہیں۔ دونوں طرف سے محبت و احترام بڑھ جاتا ہے۔ گھر اولاد کی وجہ سے بارونق ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۸۴۶)

ترجمہ: نکاح والی زندگی گزارنا میری سنت ہے، پس جو بھی میری سنت سے اعراض کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نکاح کے اس بابرکت رشتہ کو اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے لئے باہمی پردہ و لباس قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۷)

ترجمہ: وہ (عورتیں) تمہارے لیے ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو۔

خاندان (ازدواجی زندگی) کے مقاصد:

(1) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عائلی (خاندانی) زندگی کا مقصد نسل انسانی کی بقا اور اس کی افزائش ہے۔

(2) انسان کو سکون و اطمینان ازدواجی زندگی سے ہی ملتا ہے۔

(3) زوجین میں باہمی محبت و الفت کا وسیلہ بنتا ہے۔ خاندانی زندگی کے راحت و سکون کا سبب بنتا ہے۔

(4) فریقین کو پاکیزگی کے ساتھ زندگی کی مسرتیں اور راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔

(5) نسل انسانی کا تسلسل اور بقا بھی انسانی عظمت اور شرف کے ساتھ جاری رہتا ہے۔

(6) اجتماعیت کا ایک خاص حلقہ وجود میں آتا ہے جن کے مفادات مشترک ہوتے ہیں جس کی بنا پر کنبہ اور معاشرہ مضبوط ہوتا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق و فرائض: حدیث میں ہے کہ:

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۴۰۹)

ترجمہ: تم سب نگران ہو اور تم سے تمہاری نگرانی میں موجود افراد اور رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق زوجین کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق و فرائض مقرر کیے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔

زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق و فرائض ہیں جو شریعت نے مقرر کر دیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

شوہر کے فرائض / (بیوی کے حقوق):

1- خاندان کی کفالت شوہر کی ذمہ داری ہے لہٰذا وہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق بیوی بچوں کے کھانے پینے، لباس اور مکان کے اخراجات پورے کرے گا۔

2- شوہر بیوی کو مہر ادا کرے گا جو نکاح کے وقت مقرر کیا گیا تھا۔

3- شوہر بیوی کو ذاتی ملکیت رکھنے اور کاروبار کرنے کا جائز حدود میں اختیار دے۔

4- شوہر بیوی پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے اور اس کو مارے پیٹے نہیں۔

5- شوہر بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

6- شوہر وراثت کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کرے۔

مرد کے فرائض میں یہ امور بھی شامل ہیں:

(1) بیوی اور گھر کے دوسرے افراد سے پیار و الفت سے پیش آنا۔

(2) اس پر ظلم و زیادتی نہ کرنا۔

(3) عدل و احسان کا رویہ اختیار کرنا۔

(4) ان کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کرنا۔

بیوی کے فرائض / شوہر کے حقوق:

(1) بیوی کی ذمہ داری ہے کہ شوہر کی عدم موجودگی میں مال و اسباب کی امانت کی طرح حفاظت کرے۔

(2) شوہر کی اجازت کے بغیر کسی نامحرم کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ (سورۃ النساء، آیت: ۳۴)

ترجمہ: تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔

(3) شوہر کی آمدنی اور مالی حیثیت سے بڑھ کر خرچہ کا مطالبہ نہ کرے۔

(4) شوہر کے گھر میں کوئی تکلیف یا تنگی دیکھے تو خواہ مخواہ دوسروں کو اس کی شکایت نہ کرے بلکہ درگزر اور برداشت کرے۔

(5) شوہر یا گھر کے راز افشاں نہ کرے۔ گھر کی باتیں دوسروں کو نہ بتاتی پھرے۔

(6) نسب و نسل کی حفاظت اور بچوں کی نگہداشت و تربیت کرے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

(7) شوہر کی خدمت واطاعت کرے وغیرہ۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۰۵۳)

ترجمہ: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 خاندان سے کیا مراد ہے تحریر کریں۔

جواب: خاندان کے معنی ومفہوم: ''خاندان'' فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی گھرانہ' کنبہ' قبیلہ' بال بچے' حسب نسب کے ہیں۔ ایک ہی نسل کے قریبی رشتہ داروں کا مجموعہ عائلی (خاندانی) زندگی کا مفہوم ہے۔ انسان کی فطرت وطبیعت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اکیلے نہیں رہ سکتا بلکہ گھر' محلہ' گاؤں اور شہر بسا کر اکٹھے رہتا ہے' خاندان کے اہم عناصر ماں باپ' میاں بیوی اور اولاد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ آہستہ آہستہ وسعت اختیار کر کے دادا' دادی' نانا' نانی' چچا' چچی' پھوپھا' پھوپھی' خالو' خالہ' ماموں مامی اور ان کی اولاد یہ رشتے مل کر ایک کنبہ خاندان بناتے ہیں۔ خاندانی زندگی انسان کی تمدنی زندگی کی سب سے پہلی کڑی ہے لیکن انسان اپنی سماجی فطرت کی وجہ سے اپنے خاندان' رشتہ داروں اور دیگر انسانوں کے بغیر آرام واطمینان والی زندگی گزار نہیں سکتا۔ گویا خاندان معاشرے کا بنیادی جزو ہے۔

سوال 2 والدین کے ادب واحترام کے متعلق تحریر کریں۔

جواب: والدین کا ادب واحترام: تمام رشتوں میں والدین کا رشتہ اہم اور قابل احترام ہے' ان ہی کی وجہ سے ہم اس جہاں میں آئے' اور ان کی دیکھ بھال اور پرورش سے ہمارے اندر قوت پیدا ہوئی' اس لیے ہمیں والدین کی خدمت اور احترام میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے' اللہ تعالیٰ ہمیں یہی حکم دیتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (سورۃ الاسراء، آیت: ۲۳،۲۴)

ترجمہ: اور آپ کے پروردگار نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو' ماں باپ کے ساتھ بہتر سلوک کرو' اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو' ان کے ساتھ خوب ادب کے ساتھ بات کرو۔ ان کے سامنے نیازمندی سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب! جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی آپ ان پر اسی طرح رحم فرمائیے۔

ماں باپ اگر کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہوں' دنیا میں ان کا ادب واحترام کرنا' ان کی فرمانبرداری کرنا' اچھا سلوک کرنا اور خدمت کرنا لازمی امر ہے۔ ہاں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا کفر وشرک اختیار کرنے کا حکم کریں تو ان سے معذرت کی جائے گی۔ والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی بہتر تعلق رکھنا چاہیے' والدین کے حقوق (اولاد کے فرائض) یہ ہیں۔

Perfect24u.com

- عزت واحترام
- اطاعت وفرمانبرداری
- حسن سلوک
- والدین کے اقرباء ورفقاء سے حسن سلوک
- اعتراف شکر
- دعائے مغفرت

سوال 3 اولاد کے حقوق تحریر کریں۔

جواب: **اولاد کے حقوق:** خاندان کی رونق اولاد ہے اور اولاد کا مقصد بقاء نوع اور زندگی کا سبب ہے' اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اولاد کے لیے باپ کے ذمے ادب سکھانا اور صحیح تربیت ہے۔ ساتھ ہی والدین پر ان کے لیے بعض دیگر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' جن کو اولاد کے حقوق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اولاد کی اچھی پرورش' تعلیم' اچھی تربیت کا اہتمام کرنا۔ رحمت وشفقت اچھی جگہ ان کی شادی کرنا۔ وراثت میں عدل کرنا۔

(1) اولاد کو دین کی ضروری باتیں' قرآنِ کریم کی تعلیم اور نماز کی تربیت دینا۔

(2) اولاد کو اسلامی اقدار کی تعلیم دینا، ان کی تعلیم وتربیت کرنا تاکہ وہ معاشرے میں اچھے انسان اور شہری بن کر زندگی گذار سکیں۔

(3) اولاد کے درمیان برابری اور انصاف کا معاملہ رکھنا' بیٹیوں کو بھی بیٹوں کی طرح تحفہ تحائف اور پیار میں شریک ہونا۔ بیٹی کی پیدائش پر غمگین نہ ہونا کیونکہ ناراضگی کا اظہار کرنا ناشکری ہے۔

(4) اولاد پر بے جا سختی اور تشدد سے پرہیز کرنا اور ان سے شفقت اور پیار ومحبت کا رویہ رکھنا۔ بے جا لاڈ پیار نہ دیں۔

(5) اپنی اولاد کو بھوک وتنگدستی کی وجہ سے قتل نہ کرنا۔

(6) اولاد کی حفاظت کرنا، بالخصوص جان کی۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 154 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجیے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

د (۳) اخلاق و آداب : احترامِ انسانیت

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں احترامِ انسانیت تھا:

(الف) زیادہ (ب) کم (ج) ختم (د) بہتر

02 تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو:

(الف) زیادہ تقویٰ والا ہو (ب) زیادہ عزت والا ہو (ج) زیادہ علم والا ہو (د) زیادہ دولت والا ہو

03 اسلام میں بڑائی اور بزرگی کا معیار ہے:

(الف) تقویٰ (ب) اللہ تعالیٰ کا خوف (ج) "الف" اور "ب" دونوں (د) ان میں سے کوئی نہیں

04 اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بنایا:

(الف) نگران (ب) بادشاہ (ج) غلام (د) اپنا نائب (خلیفہ)

05 اسلام سے پہلے زمانے کو کہا جاتا ہے:

(الف) سنہرا دور (ب) دورِ جہالت (ج) سیاہ دور (د) اندھیر نگری

06 حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی:

(الف) مٹی سے (ب) نور سے (ج) پانی سے (د) آگ سے

جوابات

1. (ج) 2. (الف) 3. [illegible] 4. [illegible] 5. (ب) 6. (الف)

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 احترام انسانیت پر دس نکات تحریر کریں۔

جواب: (1) اسلام سے پہلے والے زمانہ کو "دورِ جہالت" کہا جاتا ہے اس دور میں انسانیت کا احترام تقریباً لوگوں کے اندر سے ختم ہو چکا تھا۔ لوگ پتھروں، درختوں، دریاؤں، سمندروں، سورج، چاند ستاروں اور دیگر طاقتور چیزوں کو محترم و لائق عزت سمجھتے تھے۔ ان بے جان اور بے اصل چیزوں کو دیوتا مان کر ان کی پرستش کرتے، ان کے سامنے منتیں مانتے اور جانور لا کر نذر کے طوفان کرتے، بعض مشرکین تو ان دیوتاؤں کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اپنی اولاد تک ان کے سامنے قربان کر دیتے تھے۔ اسلام نے ایسے باطل خیالات اور رسومات کو رد کیا۔

(2) اسلام نے ایک طرف انسانوں کو انسانیت کے احترام کا درس دیا اور دوسری طرف بڑائی، تکبر اور خود پسندی جیسی خصلتوں کو برا ٹھہرایا۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں میں یہ پیغام عام کیا کہ اے انسانو! تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو، جس کی پیدائش مٹی سے ہے، اس لیے تم میں سے بعض انسانوں کا اپنے آپ کو بڑا اور اونچا سمجھنا اور تکبر کرنا نہایت ناسمجھی اور جہالت کی بات ہے۔ (مسند احمد، حدیث:۲۳۴۸۹)

(3) جب یہ بات مسلّم ہے کہ تمام انسان نفسِ واحدہ سے پیدا ہوئے ہیں تو اپنی جگہ یہ امر بھی واضح ہیں کہ سارے انسانوں کا خون بھی یکساں ہے اور ان کی رنگت بھی ایک ہے۔ انسان تمام مخلوق میں محترم ہے تو اس کا خون بھی محترم ہے لہٰذا قتل و غارت گری کسی بھی ذریعے سے انسانی خون بہانے اور اس کی حرمت کو بلاوجہ پامال کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ محسن انسانیت محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احترام انسانیت پر غیر معمولی زور دیا ہے۔

(4) اسلام میں انسانی حرمت و شرافت کی کتنی پاس داری ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کہ اسلام میں تعلیم دی گئی ہے کہ انسان کا احترام موت کے بعد بھی ضروری ہے اور یہ حکم ہے کہ مردے کو پوری عزت و احترام کے ساتھ غسل دیا جائے، صاف ستھرا کفن پہنا کر خوشبو سے معطر کیا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے، پھر کاندھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جایا جائے اور دفن کیا جائے، انسان ہونے کے ناطے ہر شخص کا احترام ضروری ہے۔ ایک بار غیر مسلم کا جنازہ گزر رہا تھا، سرکار دو عالم ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موت ایک خوفناک چیز ہے، پس تم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "الیسَت نفساً" "انسان تو یہ بھی ہے۔" (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۴۷، ۱۴۰)

(5) زمانۂ جاہلیت میں جنگ کے دوران دشمنوں کے ساتھ برا سلوک روا رکھا جاتا تھا، ان کے جسمانی اعضاء کاٹ دیے جاتے، دشمنوں کی کھوپڑیوں میں شراب پی جاتی۔ اسلام نے انسانی حرمت کو پامال کرنے والے ان کاموں سے سختی کے ساتھ روک دیا اور مُردوں کی ہر طرح کی بے حرمتی ناجائز قرار پائی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردے کی ہڈی کو توڑنا، زندہ انسان کی ہڈی توڑنے کی مانند ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(6) اسلام دینِ رحمت ہے، بلا تفریق قوم و مذہب تمام انسانوں پر رحم و کرم اس کی خصوصیات میں داخل ہے، اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب یا تہذیب میں انسانیت نوازی اور عام انسانوں پر رحم و کرم کا وہ تصور نہیں ملتا جو اسلام نے پیش کیا ہے، محسن انسانیت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔" (صحیح بخاری)

(7) ایک مرتبہ دوران طواف خانہ کعبہ کو مخاطب کر کے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کتنا پاکیزہ ہے تیری فضا کتنی خوش گوار ہے۔ کتنا عظیم ہے تو، تیرا مقام کتنا محترم ہے مگر اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ایک مسلمان کے جان و مال اور خون کا احترام اللہ تعالیٰ کے

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے (ابن ماجہ) اسی لیے محسنِ انسانیت نے انسانیت کی تاریخ میں پہلی بار انسانی حقوق کا تعین فرمادیا اور توحید باری تعالیٰ کے فوراً بعد حد درجہ زور حقوق العباد پر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے حقوق تو معاف فرما سکتا ہوں لیکن بندوں کے حقوق معاف نہیں کرسکتا جب تک کہ بندہ معاف نہ کرے۔

(8) ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو، نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، آپس میں بغض وعداوت نہ رکھو، باہمی حسد نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ (سنن ترمذی)

(9) اسلام احترامِ انسانیت کا دین ہے، یہ امن وسلامتی کا علم بردار اور پوری مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دیتا ہے، یعنی بلا امتیاز رنگ ونسل بنی نوع آدم کے ہر فرد سے حُسنِ سلوک اور اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کا درس دیتا ہے۔ اعلیٰ انسانی اقدار کا تحفظ اور انسانیت کا احترام اس کا بنیادی منشور ہے۔

(10) اسلام میں انسانی جان، مال اور عزت کو بے حد احترام دیا گیا ہے۔ خواہ یہ جان، مال اور عزت مسلمانوں کی ہو خواہ غیر مسلم کی۔ یہ بدقسمتی ہے کہ امت مسلمہ اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہوتی جارہی ہے۔ دہشت گردی، قتل وغارت اور عدم برداشت کے جذبات پروان چڑھ رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے عالمی دنیا میں مسلمانوں کا وقار روز بروز گرتا جارہا ہے۔ اگر امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے انسانی جان، مال اور عزت کا احترام کرنا ہوگا۔

سوال 2 احترامِ انسانیت سے متعلق قرآنِ کریم کیا حکم دیتا ہے؟

جواب: احترامِ انسانیت کی اہمیت: اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر بڑا شرف اور عزت بخشی ہے۔ اس نے زمین وآسمان اور اس کے درمیان والی تمام اشیاء کو انسانوں کے فائدہ اور آسانی کی خاطر پیدا فرمائی ہیں؛ تمام چیزیں سب انسانوں کے لیے مشترکہ میراث ہیں۔ ہر انسان ان نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ انسانیت کے اس بڑے شرف کو قرآنِ کریم نے اس طرح فرمایا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ (سورۃ الاسراء، آیت: ۷۰)

ترجمہ: ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی ہے؛ ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سواری دی ہے؛ ان کو پاکیزہ چیزیں رزق دی ہیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت سے نوازا ہے۔

انسان کو علم وعقل اور گویائی کی نعمت ملی جس سے وہ اپنا مافی الضمیر مناسب پیرائے میں بیان کرسکتا ہے۔ یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ سب انسان اس میں برابر ہیں۔ اسلام رنگ ونسل، زبان اور وطن کے امتیازات کو باطل قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک بڑائی اور بزرگی کا معیار صرف تقویٰ اور اللہ تعالیٰ خوف کا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۝ (سورۃ الحجرات، آیت: ۱۳)

ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

اسلام سکھاتا ہے کہ دنیا کے تمام لوگ ایک ہی اصل سے ہیں۔ ترجمہ: تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول) اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت پیدا کرکے روئے زمین پر پھیلا دیے۔ (النساء:۱)

قرآن مجید نے انسان کو اس کے صحیح منصب سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر خلیفہ اور نائب بنایا ہے اس کو اس کی ذمہ داریوں کی اصل حیثیت سے آگاہ کرکے

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اسے بہت سے باطل معبودوں کی غلامی سے آزاد کر دیا اور اسے ذمہ دار اور باوقار بنا دیا' اسے بتایا گیا ہے کہ وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے' کسی کو کسی پر سوائے ایمان' علم اور تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں ہے۔ ان تمام آیات مبارکہ میں عمومی طور پر مجرد انسان کو ہی حیثیت دی گئی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 احترامِ انسانیت کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: **احترام انسانیت کا مفہوم:** ''احترام'' کے معنی عزت اور قدر' فضیلت اور برتری کے ہیں۔ ''احترام انسانیت'' کا مطلب ہے انسان کی عزت اور بڑائی۔ انسان اشرف المخلوقات یعنی انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے' اس کو دوسری تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔ یعنی اس کائنات میں ہر انسان کو عزت و فضیلت کا مرتبہ و مقام حاصل ہے۔ کسی بھی رنگ و نسل' مذہب و زبان' قوم اور ملک سے تعلق رکھنے والے ہر انسان کو دوسرے انسان کی جان' مال اور عزت کا تحفظ دینا ''احترام انسانیت'' کہلاتا ہے۔

سوال 2 احترامِ انسانیت کی منافی صورتیں تحریر کریں۔

جواب: **احترام انسانیت کے منافی صورتیں:** انسان پرہیزگاری اور حسن خلق کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے اور ایسی بہت سی صفات اور عادات/ باتیں ہیں جو احترام انسانیت کے منافی ہیں جن میں سے چند کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

(1) تکبر (نخوت و کبر) اللہ تعالیٰ یا مخلوق کے سامنے خود کو فکری' علمی' مالی یا نسبی اعتبار سے قابل فخر سمجھنا۔

(2) لوگوں سے ظلم و زیادتی یا غیر منصفانہ طرز عمل کا مظاہرہ کرنا۔ انکی عیب جوئی اور تجسس بازی کی کوشش کرنا۔

(3) اولاد میں چھوٹے بڑے' عقلمند نا سمجھ یا بیٹے اور بیٹی کی بنیاد پر غیر مساوی سلوک کرنا۔

(4) کسی انسان کی جسمانی یا عملی کوتاہی کی بناء پر اسے طعن و تشنیع کرنا' برے القاب سے پکارنا یا اس کی کسی بھی قسم کی بے توقیری اور بے عزتی کرنا۔

(5) ایک دوسرے سے بد اخلاقی' بدکلامی' یا ناشائستہ انداز گفتگو کا مظاہرہ کرنا۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر ''✓'' کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 160 پر ''کثیر الانتخابی سوالات'' کے سوال نمبر 1 تا 2 ملاحظہ کیجیے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

د (۴) اخلاق و آداب : عدلِ اجتماعی

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 عدل عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں:
(الف) انصاف قائم کرنا (ب) لوگوں سے اچھا سلوک کرنا
(ج) کسی چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا (د) مظلوم کی بد دعا سے بچنا

02 قرآن کریم میں حکم ہے عدل کرو، کیونکہ وہ زیادہ قریب ہے:
(الف) نیکی کے (ب) تقویٰ کے (ج) جنت کے (د) فرمانبرداری کے

03 ملک میں عدل و انصاف قائم ہوگا تو معاشرہ بن جائے گا:
(الف) امن و سکون والا (ب) ترقی یافتہ (ج) عام بھلائی والا (د) نیکی والا

04 ایک ظالم کے ساتھ "عدل" یہ ہے کہ:
(الف) اُسے پوری زندگی قید میں رکھا جائے (ب) اسے ظلم سے نجات دلائی جائے
(ج) اُس پر ویسا ہی ظلم کیا جائے (د) اُس کو موت کی سزا دی جائے

05 معاشرے میں خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے افراد چھوڑ دیں:
(الف) نماز (ب) زکوٰۃ (ج) حج (د) عدل

06 اللہ تعالیٰ نے قومیں اور قبیلے بنائے:
(الف) فخر کے لئے (ب) معاشرتی درجہ بندی کے لئے
(ج) شناخت کے لئے (د) مقابلے کے لئے

07 اسلام نے عدل کا باقاعدہ نظام پیش کیا جسے کہا جاتا ہے:
(الف) قضاء (ب) قدر (ج) جبر (د) عدل

جوابات

1.	(ج)	2.	(ب)	3.	(الف)	4.	(ب)	5.	(د)	6.	(ج)	7.	(الف)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 عدل اجتماعی کو نظر انداز کرنے سے کون سی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

جواب: عدل اجتماعی کے اثرات: اسلام نے "عدل" کا جو تصور پیش کیا ہے وہ آج بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جو اصول وضوابط پیش کیے ہیں وہ آج بھی اہل دنیا کے لیے مشعل راہ ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہی انسانیت موجودہ مصائب و آلام سے نجات پا سکتی ہے۔

(1) معیشت میں عدل سے پورا معاشرہ خوشحال ہو جاتا ہے۔

(2) معاشرے میں عدل سے کوئی فرد بنیادی ضروریات سے محروم نہیں رہتا۔

(3) "عدل" زندگی کے تمام شعبوں میں توازن قائم کرتا ہے۔

(4) انسان کی زندگی اس وقت بہتر ہو سکتی ہے جب زندگی کے تمام عناصر میں خاص توازن و اعتدال ہو۔

عدل اجتماعی کو نظر انداز کرنے سے جنم لینے والی معاشرتی برائیاں: لیکن اگر ہم اجتماعی عدل کو نظر انداز کریں گے تو معاشرے کی ہر سطح پر برائیاں کسی ناسور کی طرح پھیلنا شروع ہو جائیں گی۔

(1) حکومتی اور سیاسی سطح پر عدل کو نظر انداز کرنے کی صورت میں مفاد پرستی، اقرباء پروری، رشوت خوری اور بدعنوانی عام ہو جاتی ہے۔ جسے آج کل ہمارے معاشرے میں یہ برائیاں عام ہیں۔

(2) عدالتی سطح پر ناانصافی اور عدل کو نظر انداز کرنے سے ظلم و زیادتی اور جرائم میں اضافہ ہوتا ہے۔ طبقاتی محرومی میں اضافہ ہوتا ہے جو آگے چل کر ملک میں فتنہ وفساد کا باعث بنتی ہے۔ معصوم اور بے قصور لوگ جب ظلم و زیادتی کا شکار ہوتے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا تو نتیجتاً وہ بدلے لینے کے لئے جرائم کی دنیا میں داخل ہو جاتے ہیں۔ دہشت گردی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(3) معیشت میں عدل کو نظر انداز کرنا طبقاتی محرومی، احساس کمتری اور مایوسی کا سبب بنتے ہیں جو جرائم، دہشت گردی اور فساد کو جنم دیتے ہیں۔

سوال 2 آپ کی نظر میں عدل اجتماعی قائم کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟

جواب: عدل کی اقسام: (۱) عدل انفرادی (۲) عدل اجتماعی

(1) **عدل انفرادی:** انسان اپنی انفرادی ذاتی زندگی میں اعتدال کا لحاظ رکھے چاہے جسمانی (کھانے پینے سونے خوشی غمی وغیرہ) زندگی ہو یا روحانی (عبادات) زندگی یا دنیاوی معاملات ہوں یا معاشی (کسب مال) زندگی ہو۔ ہر حال میں عدل/اعتدال اور توازن کو ملحوظ رکھا جائے۔

(2) **عدل اجتماعی:** انسانی معاشرے میں انصاف یعنی معاشرہ کے افراد میں مساوات ہو اور ہر ایک کو اپنے حقوق حاصل ہوں۔ عدل اجتماعی کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

قانونی مساوات: معاشرے میں قانون مساوات کا ہونا یعنی قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور قانون کی سب پر بالادستی حاصل ہو اس میں امیر ہو یا غریب افسر ہو یا ماتحت دوست ہو یا دشمن اپنا معاملہ ہو یا دوسرے کسی کا چھوٹا ہو یا بڑا کی کوئی تمیز نہ ہو۔

معاشی امور اور عدل اجتماعی: اسلام کے اقتصادی نظام میں ہر شخص اپنی صلاحیت اور پسند کے مطابق جائز ذریعہ معاش اختیار کرنے میں آزاد ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

روزی کمانے کا کوئی جائز ذریعہ مثلاً تجارت' زراعت' صنعت' ملازمت وغیرہ کسی شخص کے لیے ممنوع نہیں ہیں۔ روزی حاصل کرنے کے جتنے وسائل ہیں ان کو اللہ نے سارے بندوں کے لیے مہیا کیا ہے اس لیے ان سے فائدہ اٹھانے کا سب کو یکساں حق حاصل ہے۔ اسلام کسی بے روزگار اور معذور کے لیے بنیادی ضروریات کا فراہم کرنا حکومت اور سوسائٹی کا فرض سمجھتا ہے تاکہ کوئی شخص معاشی ناانصافی کا شکار نہ ہو۔

اجتماعی عدل قائم کرنے کی تدابیر:

(1) حکومتی اور سیاسی سطح پر سختی سے عدل قائم کیا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ امورِ مملکت میں توازن و اعتدال قائم کیا جائے۔ معاشرے کے مختلف عناصر، طبقات، قبائل اور گروہوں کے ساتھ انصاف کرنا، ان کے حقوق ادا کرنا، انہیں فرائض کی ادائیگی کے لیے تیار کرنا۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے مسلمانوں کو چاہئے کہ سیاسی عدل قائم کرنے کے لئے تمام تعصبات سے بالاتر ہوکر ایسے سیاست دانوں کو حکومت کے لئے منتخب کریں جو قوم اور عوام کی خدمت کے جذبہ سے سیاست میں آئیں، اقتدار کا حصول ان کا مقصد نہ ہو۔ اس حقیقت کو بنیاد بنائے جو وطن کیلئے مفید ہو۔

(2) عدالتی عدل کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مظلوم کسی حاکم، قاضی یا جج کے سامنے کوئی فریاد لے کر جائے تو بغیر سفارش کے اور بغیر رشوت کے اسے انصاف مل سکے۔ کسی شخص کی غربت یا معاشرے میں اس کی کمزور حیثیت حصول انصاف کے لیے اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے اور نہ یہ ہو کہ کوئی شخص اپنے منصب یا دولت کی وجہ سے انصاف پر اثر انداز ہو سکے۔ قانون کی نظر میں سب کے حقوق میں برابری ہونی چاہیے۔ جب کسی قوم میں یہ بات آجائے کہ عام آدمی جرم کرے تو سزا مختلف ہو اور کوئی بڑا آدمی جرم کرے تو سزا مختلف ہو۔ پھر اس قوم کو تباہی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

عدالتی عدل، عدل کی واحد صورت نہیں ہے لیکن اس کا اہتمام اتنا ضروری ہے کہ معاشرے میں جہاں ہر چیز تباہ ہو جائے اگر عدالتیں عدل و انصاف مہیا کرتی رہیں اور صرف حق اور سچ پر فیصلے کریں تو قوم مکمل تباہی سے بچ جاتی ہے۔ عدالتی عدل کی فراہمی میں ہمارا حال مثالی نہیں، ہمارا نظام عدل جن بھیانک معاشرتی اور قانونی رویوں سے تباہ ہوا ہے ان رویوں کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔

(3) معاشی عدل سے مراد معاشرے کے ہر شعبے، ہر طبقے اور ہر فرد کو عدل و انصاف فراہم کرنا ہے۔ رنگ و نسل، علاقائیت، لسانی تعصب اور ذات پات کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔

(4) معاشی عدل بھی سیاسی اور عدالتی عدل کی طرح بہت اہم ہے۔ آجر کا اجیر کے ساتھ اور اجیر کا آجر کے ساتھ عدل۔ سرمایہ کاروں، سرمایہ داروں، صنعتکاروں، تاجروں، دکانداروں، صارفین سبھی کا اپنی اپنی حدود میں رہتے ایک دوسرے کے ساتھ عدل۔ مالک کو چاہئے کہ ملازم سے انسانیت کے دائرہ میں رہ کر کام لے اور ملازم کو بھی چاہئے کہ اپنے مالک اور کام کے ساتھ پورا پورا انصاف کرے۔ سرمایہ کاروں، سرمایہ داروں، صنعتکاروں، تاجروں، دکانداروں کی دینی ذمہ داری ہے کہ مناسب نرخوں پر عوام الناس کو اشیاء فراہم کریں۔ ناجائز منافع خوری، ناقص معیار کی اشیاء کی فراہمی اور ذخیرہ اندوزی کی ختم کریں۔

(5) مذہبی عدل کے فقدان نے فرقہ واریت کو ہوا دی اور اسلام کے اعلیٰ و ارفع اصولوں کو اختیار کرنے کی ترغیب دینے والے حالات پیدا کرنے کی بجائے ان سے گریز کرنے والے حالات پیدا کیے۔

(6) عدل کا انفرادی' اجتماعی اور حکومتی سطح پر نظر انداز ہونا' عدالتی سطح پر مطمئن نہ کر سکنا اور مذہبی عدل کی روح کو نہ سمجھنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آیئے آج اور ابھی سے "یوم عدل" منانے کا اعلان کریں۔ ایسا یوم جو سورج غروب ہونے کے بعد بھی ختم نہ ہو بلکہ اس وقت تک جاری رہے جب تک عدل قائم نہیں ہو جاتا' ایسا یوم جو ہمیں انفرادی اور اجتماعی عدل پر چلنے پر آمادہ کرے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 عدل اجتماعی کے معنی اور اس کا مطلب بیان کریں۔

جواب: عدل اجتماعی کا مفہوم: عدل عربی زبان کا لفظ ہے' جس کے لغوی معنی ہیں سیدھا کرنا' برابری کرنا۔ دو چیزوں کے درمیان موازنہ کرنا۔ دو حالتوں میں توسط اختیار کرنا۔ اصطلاح میں عدل کا مفہوم بہت وسیع ہے کسی چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا اس طرح کہ دونوں میں کمی بیشی نہ ہو۔ کسی چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا۔ یعنی قول و عمل میں سچائی کی میزان کو کسی ایک طرف جھکنے نہ دینا' وہی کام کرنا چاہیے اور وہی بات کہی چاہیے جو سچائی کی کسوٹی پر پوری اترے۔ نیز ہر شخص کے ساتھ بلا رو رعایت معاملہ کیا جائے جس کا وہ مستحق ہے۔ عدل کے مقابلے میں "ظلم" آتا ہے' یعنی کسی چیز کو بے موقع رکھنا۔ ایک ظالم کے ساتھ "عدل" یہ ہے کہ اسے ظلم سے نجات دلائی جائے۔

سوال 2 قرآنِ کریم عدل اجتماعی کے بارے میں کیا رہنمائی کرتا ہے؟

جواب: عدل کی اہمیت: اسلام امن و سلامتی کا دین ہے وہ دنیا کے لیے رحمت بن کر آیا ہے' اس نے ایک ایسے ضابطہ حیات کو مرتب کیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان زندگی کی حقیقی مسرتوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام نے عملی زندگی کے لیے سب سے زیادہ "عدل" پر زور دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ کی ہر طرح کی بے چینی اور خرابی کی اولین وجہ "عدل" سے انحراف ہے۔ معاشرہ میں خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے افراد "عدل" کو چھوڑ دیں۔ اسلام نے عدل کے متعلق تمام پہلوؤں میں رہنمائی فرمائی ہے چاہے عدل اجتماعی ہو یا انفرادی' معاشی ہو یا معاشرتی' قانونی ہو یا سیاسی۔

عدل ہی معاشرے کے بہتر نظام کا ضامن ہے' اسلامی معاشرتی زندگی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ لوگوں کے درمیان اور زندگی کے ہر شعبہ میں عدل و انصاف کو فروغ دیا جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے

ترجمہ: بے شک اللہ انصاف کرنے اور بھلائی کرنے کا رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (سورۃ النحل:۹۰)

اس آیت کے نازل ہونے کا مقصد یہی ہے تمام انسان اپنی اجتماعی زندگی میں عدل و انصاف کے ساتھ رہیں' ظلم و زیادتی کو ختم کریں تاکہ ان کی معاشرتی زندگی امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:-

ترجمہ: اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو' بے شک اللہ تمہیں بڑی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے' یقیناً اللہ خوب سننے دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ النساء:۵۸)

"اور جب لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرنے لگو" کا مطلب ہے کہ فیصلہ کرنے والے کے لیے دونوں فریق برابر ہونے چاہئیں' چاہے وہ دوست یا دشمن' اپنے ہوں یا پرائے' مسلم ہوں یا غیر مسلم' قریبی ہوں یا دور کے' امیر ہوں یا غریب' کسی بھی طرح کے ہوں' فیصلہ کرنے والے کو غیر جانبدار ہو کر عدل و انصاف کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ زندگی کے ہر شعبے میں "عدل" کی ضرورت ہے' خواہ اس کا تعلق ہماری اپنی ذات سے ہو یا مخلوق سے اپنی ذات کے ساتھ عدل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لیے لباس' خوراک' آرام وغیرہ کا مناسب انتظام کیا جائے۔ مخلوق سے عدل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق پوری پوری طرح ادا کیے جائیں اور ان میں کس طرح کی بھی کوتاہی نہ کی جائے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 164 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

د (۵) اخلاق و آداب : عفت و حیاء

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 عفت کے لفظ کے ساتھ دوسرا لفظ استعمال ہوتا ہے:

(الف) عصمت (ب) پاکدامنی (ج) پرہیزگاری (د) پاکیزگی

02 حیاء کو اہم شعبہ کہا جاتا ہے:

(الف) اسلام کا (ب) ایمان کا (ج) شریعت کا (د) قرآن وسنت کا

03 اسلام میں لباس کے جو دو مقاصد ہیں:

(الف) سادگی اور صفائی (ب) عمدگی اور نفاست (ج) ستر اور زینت (د) سفیدی اور کشادگی

04 حدیث میں ایمان کی شاخوں کی تعداد فرمائی گئی ہے:

(الف) پچاس سے زیادہ (ب) ساٹھ سے زیادہ (ج) ستر سے زیادہ (د) اسی سے زیادہ

05 بعض حکماء نے حیاء کے مراتب بتائے ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

06 عفت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں:

(الف) پرہیزگاری اور پاکیزگی (ب) پاک دامنی اور بے گناہی (ج) عمدگی اور نفاست (د) شرم اور غیرت

07 عصمت کے معنی ہیں:

(الف) پرہیزگاری اور پاکیزگی (ب) پاک دامنی اور بے گناہی (ج) عمدگی اور نفاست (د) شرم اور غیرت

08 حیاء کے لفظی معنی ہیں:

(الف) پرہیزگاری اور پاکیزگی (ب) پاک دامنی اور بے گناہی (ج) عمدگی اور نفاست (د) شرم اور غیرت

09 انسان کی شرافت، عزت اور پاک دامنی کی بنیاد ہے:

(الف) عفت پر (ب) عصمت پر (ج) حیاء پر (د) غیرت پر

10 جب کوئی انسان نفسانی خواہشات کو عقل و دین کے ماتحت رکھ کر قابو میں رکھتا ہے اور روحانیت کو حیوانیت پر غالب رکھتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے:

(الف) عفت والا (ب) حیاء دار (ج) عزت دار (د) شرمیلا

11 جب کوئی انسان ناشائستہ کاموں سے خوف خدا کے جذبے کے تحت گریز کرتا ہے تو اسے کہتے ہیں:

(الف) عفت والا (ب) حیاء دار (ج) عزت دار (د) شرمیلا

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

12 ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دین کے اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق ہے:

(الف) سچائی (ب) نرم گوئی (ج) نرمی (د) حیاء

جوابات

1. (الف)	3. (ج)	5. (ب)	7. (ب)	9. (ج)	11. (ب)
2. (ب)	4. (ج)	6. (الف)	8. (د)	10. (الف)	12. (د)

کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجیے:

سوال 1 عفت وحیاء کے مظاہر کیا ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں۔

جواب: **عفت وحیاء کے مظاہر:** انسان کے عفت وحیاء کا تعلق نہ صرف اس کے کردار عمل سے ہے بلکہ اس کی سوچ وفکر، گفتار و انداز میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ چنانچہ ہر انسان اور خصوصی طور پر ایک مسلمان مرد وعورت کو اپنی طرز زندگی میں عفت وحیاء کو اولیت دینی چاہیے تا کہ وہ معاشرے کے باعزت کار آمد شہری اور آخرت کے لیے مستعد افراد شمار ہو۔ ذیل میں وہ باتیں قابل توجہ ہیں جن میں عفت وحیاء کی عکاسی ہونا لازم ہے:

گفتار: مومن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ گالی گلوچ، بدکلامی اور ناشائستہ انداز گفتگو اپنائے، بلکہ اس کو اچھی بات یا خاموشی اختیار کرنی چاہیے اور نازیبا گفتگو سے بچنا چاہیے اور فضول باتوں سے کراہت محسوس کرے یہ گفتار کی عفت وحیاء ہے۔

لباس: اسلام نے لباس کے دو مقاصد بتائے ہیں، ایک اس میں ستر ہو دوسرا اس میں زینت بھی ہو چنانچہ مرد وخواتین کو اپنے حیا اور پردہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا لباس اختیار کرنا چاہیے جس میں یہ مقاصد حاصل ہوں، اس اعتبار سے وہ لباس جو حیا اور پردہ داری کے خلاف اور دوسروں سے مشابہت رکھتا ہو وہ عفت وحیاء کے خلاف ہے۔

نشست وبرخواست: ایک سچے مومن کو اپنی روزانہ معمولات میں ہر وقت بے حیائی اور نازیبا سرگرمیوں سے اجتناب کرنا چاہیے، قرآن کریم مومن مرد وعورت کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھیں اور اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کریں اسی طرح وہ اپنی نظر اور سوچ کو بے حیائی والی بات پر مرکوز نہ کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو باتیں سینوں میں پوشیدہ ہیں ان کو بھی۔ (المومن: ۱۹)

مجلس: انسان اپنی بعض گھڑیاں کسی مجلس، میٹنگ یا مشورتی سرگرمی میں صرف کرتا ہے اس لیے جو بھی وقت آدمی دوسرے لوگوں کے ساتھ گزارتا ہے اس دوران بھی اس کی حرکات، سکنات، گفتگو اور انداز میں عفت وحیاء برقرار رہنا چاہیے۔

حیاء کے تقاضے:

- انسان اپنی زبان کو فحش باتوں سے پاک رکھے۔ بے حیائی کی بات زبان پر نہ لائے اور بری باتوں کے اظہار سے شرمائے۔ حدیث میں ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے اور بدکلامی بداخلاقی کا حصہ ہے اور بداخلاق جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۰۰۹)
- انسان اپنے ساتھ رہنے والوں کے حقوق ومراتب پہچانے اور صاحب فضل سے اس کے علم وفضل کا احترام کرتے ہوئے اس کی آواز سے آواز بلند نہ کرے اور نہ اس سے آگے قدم بڑھائے۔ حدیث میں ہے کہ جن سے سیکھو ان کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آؤ۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

حیاء کے مراتب: بعض حکماء نے حیاء کے تین مراتب لکھے ہیں:

(1) احکام و اوامر خداوندی کی پابندی کرنا' اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا' نفسانی خواہشوں پر قابو رکھنا' اور موت کو یاد کر کے بُری خواہشات سے اجتناب کرنا۔

(2) لوگوں کو ایذا اور رسائی سے باز رہنا۔

(3) خود انسان کا تنہائی میں اپنے آپ سے حیاء کرنا اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو حاضر سمجھ کر تمام گناہوں سے بچنا۔

موجودہ دور میں جدید ایجادات کی وجہ سے بے حیائی' عریانی اور فحاشی کی باتیں آسان اور سہولت سے دسترس میں آجاتی ہیں لیکن ایک مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ ایسی باتوں میں مبتلا ہو یا ایسی باتوں کو پھیلانے کا سبب بنے کیوں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی یعنی تہمت بدکاری کی خبر پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (النور:۱۹)

سوال 2 عفت وحیاء کی فضیلت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں نوٹ تحریر کریں۔

جواب: نیچے دیا گیا سوال نمبر 3 کا جواب ملاحظہ کیجئے۔

شرم وحیاء ایک مسلمان کی شناخت اور اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اسلامی معاشرے و نظام میں شرم وحیاء کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حیا'' ایمان کا ایک بنیادی شعبہ ہے (ترمذی)۔ اس بنیاد پر فرمایا گیا: جب تم حیا کو کھو دو، تو جو چاہے کرو (بخاری)۔ قرآن وحدیث میں فحاشی کی بنیاد یعنی بدنظری، آنکھ کی بے احتیاطی یا دوسرے الفاظ میں کسی غیر محرم کو دیکھنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اگر بدنظری پر ہی قابو پا لیا جائے تو ساری بے حیائیاں ختم ہو سکتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے نبی ﷺ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اے نبی ﷺ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (سورۃ النور آیت: ۳۱،۳۰)

سورۃ احزاب میں مومن عورتوں سے خطاب میں ارشاد فرمایا گیا:

تم اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دور جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

''نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کی حفاظت کرے گا، میں اس کے بدلے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا''۔ (طبرانی)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے حیائی جب کسی میں ہوتی ہے تو اسے عیب ناک بنا دیتی ہے اور شرم وحیا کسی میں ہوتی ہے تو اُسے زینت دیتی ہے۔ (سنن ترمذی)

کسی غیر محرم پر نگاہ ڈالنا، بالخصوص جبکہ بدنظری کے ساتھ نگاہ ڈالی جائے، خواہ غیر محرم کی تصویر ہی کیوں نہ ہو، بہت سے حرام کاموں کو جنم دیتی ہے جو انسان کے اعمال، کردار اور آخرت کے لیے مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ بدنظری سے بچ کر آدمی سیکڑوں گناہوں اور آفتوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ بدنظری اور برے خیالات عبادات کی روح کو ختم کر دیتے ہیں۔ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی بندے کو بدنظری کی سزا دنیا میں بھی دے دیتا ہے۔

شرم وحیاء کا تقاضا ہے کہ ہم تنہائی میں بھی اپنے ستر کو چھپانے کا اہتمام کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا اور ستر پوشی پسند کرنے والا ہے۔ اس لیے جب تم میں سے کوئی غسل کا ارادہ کرے تو کسی چیز سے آڑ کر لے۔

ستر پوشی میں لاپروائی کا ایک اور نقصان حضرات فقہا نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی پر بھول اور نسیان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور ضروری باتیں بھی یاد نہیں رہتیں۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ہمارا رب اور ہمارا خالق و مالک تنہائیوں میں بھی ہمارے اعمال سے پوری طرح واقف ہے۔

شرم و حیا سے دوری اور بدنظری کا عمل نفس کی اصلاح کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور یہ عمل انسان کے باطن کے لیے تباہ کن ہے کہ دوسرے گناہوں سے یہ بہت آگے بڑھا ہوا ہے اور انسان کے باطن کو خراب کرنے میں اس کا بہت دخل ہے۔ جب تک اس عمل کی اصلاح نہ ہو اور نگاہ قابو میں نہ آئے، اس وقت تک باطن کی اصلاح کا تصور محال ہے، نظر کی حفاظت کے بعد ہی انسان کو رتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب مسلمان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، اگر اس نے توبہ کر لی اور استغفار کیا تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ کرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو یہ نقطہ پورے دل میں پھیل جاتا ہے اور پورا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے اور دل کو عبادت کی لذت محسوس نہیں ہوتی (ترمذی)۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کیا جائے، شرم و حیا اور عفت و عصمت کا خاص اہتمام کرتے ہوئے اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کی بھرپور جدوجہد کی جائے۔

سوال 3 دین اسلام میں عفت و حیاء کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان میں اپنے وجود کو برقرار رکھنے اور پیدائش و افزائش نسل کے لیے کچھ حیوانی اور نفسانی جذبات رکھ دیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اسے عقل اور وحی کے ذریعے جائز اور ناجائز میں تمیز بتا دی ہے۔ جسم اور روح دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں اور دونوں کو مناسب توجہ دے کر ان کی نشوونما کا خیال رکھنا انسان کا فرض ہے۔ اسلام بھی یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے جسمانی تقاضوں کو عقل و دین کے ماتحت رکھ کر زندگی بسر کرے۔ جب کوئی انسان نفسانی خواہشات کو عقل و دین کے ماتحت رکھ کر قابو میں رکھتا ہے اور روحانیت کو حیوانیت پر غالب رکھتا ہے تو اسے عفت والا کہا جاتا ہے۔ اور جب وہ ناشائستہ کاموں سے خوفِ خدا کے جذبے کے تحت گریز کرتا ہے تو اسے حیادار کہتے ہیں۔

عفت و حیا کی فضیلت و اہمیت: عفت و حیا اسلامی اخلاق کی فہرست میں روح رواں اور جان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عفت و حیاء کی تعلیم دی ہے اور اس خلق عظیم کو تمام اسلامی فضائل میں بڑا قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

ترجمہ: ہر دین کے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔ (موطا امام مالک حدیث: ۱۶۲۲)

دوسری حدیث میں ہے کہ

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ حیاء اور پردہ پوشی کرنے والا ہے اور خود حیاء اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔ (سنن ابی داؤد حدیث: ۴۰۱۲)

حیا ایک ایسی صفت ہے جس کی وجہ سے انسان بڑے سے بڑے رذائل سے بچ جاتا ہے جبکہ جس شخص سے یہ صفت مفقود ہو جاتی ہے تو وہ کسی شر اور گناہ کے ارتکاب کی کوئی پرواہ نہیں کرتا نہ اس کو ندامت ہوتی ہے اس صورتحال کے پیش نظر حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ

ترجمہ: جب تم میں حیا ہی نہ رہے تو جو چاہے کرتے پھرو۔ (سنن ابی داؤد حدیث: ۴۷۹۷)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سب سے بڑھ کر عفت و حیاء کے پیکر تھے' آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کسی پردہ نشین عورت سے زیادہ حیادار تھے اور کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہمیں اس کا احساس آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چہرے مبارک سے ہو جاتا جبکہ فحش باتوں سے آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو طبعی نفرت تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے حیا بھی ایک بڑی شاخ ہے۔ (بخاری: ۹، مسلم: ۳۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا'

یقیناً ایمان اور حیاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے جب ایک جاتا ہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔ (الادب المفرد للبخاری: ۱۳۱۳)

جب انسان اپنی حیا کو گم کر دیتا ہے تو وہ ایک وحشی درندے کے مانند ہو جاتا ہے اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑتا ہے' اچھے سے اچھے جذبات کو روندتا ہے وہ غریبوں کا مال غصب کرتا ہے اور اپنے دل میں رحم نہیں پاتا۔ مخلوق خدا کو مصائب میں دیکھتا ہے تو اس پر اثر تک نہیں ہوتا۔ اس کی خود پرستی نے اس کی آنکھوں پر تاریک پردہ ڈال رکھا ہے۔ جو انسان اس پستی تک پہنچ جائے تو سمجھ لیں کہ وہ انسانیت کی حدود سے باہر ہو گیا ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 عفت وعصمت کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: **عفت کے معنی اور مفہوم:** ''عفت'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں پرہیزگاری اور پاکیزگی۔ اور عفت کا شرعی مفہوم ہے' پاک دامن رہنا' اخلاقی پاکیزگی اور نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھ کر بے راہ روی' بدکاری' بے حیائی جیسے کاموں سے نفس کو محفوظ رکھنا۔ اس کے ساتھ دوسرا لفظ آتا ہے ''عصمت'' کا جس کے معنی ہے پاک دامنی' بے گناہی اور عزت۔ قرآن کریم میں سچے مومن کے کئی اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک ''عفت'' ہے کہ

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ (سورۃ المومنون، آیت: ۵)

ترجمہ: اور (کامیاب مومن وہ ہے) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

تو ایسے انسان کو عفیف/عفت والا (پاک دامن) کہا جاتا ہے۔

سوال 2 حیاء کے لغوی معنی اور مطلب تحریر کریں۔

جواب: **حیاء کے معنی اور مفہوم:** ''حیا'' کے لفظی معنی ہیں شرم اور غیرت' حیا کا مطلب ہے' انسان کے اندر ایک فطری اور اخلاقی صفت ودیعت کی گئی ہے' جس کے باعث وہ انسان خوف خدا کے جذبے کے تحت بے حیائی اور بداخلاقی جیسے ناشائستہ کام سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے اور برائی سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے' تو ایسے انسان کو حیادار کہا جاتا ہے۔ انسان کی شرافت' عزت اور پاک دامنی کی بنیاد ہی حیا پر ہے۔ جس آدمی میں یہ صفت جتنی زیادہ ہوگی وہ برائی اور گناہ کے کاموں سے اتنی زیادہ نفرت کرے گا اور احکام خداوندی اور اخلاقی اقدار کی پابندی کرے گا۔

سوال 3 حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی صفت حیاء کو احادیث میں کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سب سے بڑھ کر عفت و حیاء کے پیکر تھے آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کسی پردہ نشین عورت سے زیادہ حیادار تھے اور کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہمیں اس کا احساس آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چہرے مبارک سے ہو جاتا جبکہ فحش باتوں سے آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو طبعی نفرت تھی۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 168 پر "کثیر الانتخابی سوالات" کے سوال نمبر 1 تا 5 ملاحظہ کیجئے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

www.Perfect24u.com

Perfect24u.com